24
5
ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۳۰ جنوری سنہ ۱۹۵۹ء
قیمت
۴ر
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

جمعہ کے غسل کا حکم

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ابن عمرؓ نے بیان کیا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی جمعہ کی نماز کو آئے تو چاہیئے کہ (پہلے) غسل کرے

جمعہ کے دن غسل کرنا بہتر ہے

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ ۔

سمرہؓ بن جندب نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے وضو کیا جمعہ کے دن اس نے فرض ادا کیا اور یہ بہت اچھا فرض ہے۔ اور جس نے غسل کیا پس غسل افضل ہے۔

جمعہ کا غسل واجب نہیں

عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ إِنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ جَاؤُا فَقَالُوْا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَتَرَى الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبًا قَالَ لَا وَلٰكِنَّهُ أَطْهَرُ وَخَيْرٌ لِمَنِ اغْتَسَلَ وَمَنْ لَمْ يَغْتَسِلْ فَلَيْسَ عَلَيْهِ بِوَاجِبٍ وَسَأُخْبِرُكُمْ كَيْفَ بَدْءُ الْغُسْلِ كَانَ النَّاسُ مَجْهُوْدِيْنَ يَلْبَسُوْنَ الصُّوْفَ وَيَعْمَلُوْنَ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ وَكَانَ مَسْجِدُهُمْ ضَيِّقًا مُقَارِبَ السَّقْفِ إِنَّمَا هُوَ عَرِيْشٌ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ وَعَرِقَ النَّاسُ فِيْ ذٰلِكَ الصُّوْفِ حَتّٰى ثَارَتْ مِنْهُمْ رِيَاحٌ آذٰى بِذٰلِكَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَلَمَّا وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الرِّيَاحَ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا كَانَ هٰذَا الْيَوْمُ فَاغْتَسِلُوْا وَلْيَمَسَّ أَحَدُكُمْ أَفْضَلَ مَا يَجِدُ مِنْ دُهْنِهِ وَطِيْبِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ جَاءَ اللّٰهُ بِالْخَيْرِ وَلَبِسُوْا غَيْرَ الصُّوْفِ وَكُفُوا الْعَمَلَ وَوُسِّعَ مَسْجِدُهُمْ وَذَهَبَ بَعْضُ الَّذِيْ كَانَ يُؤْذِيْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا مِنَ الْعَرَقِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤُدَ ۔

عکرمہؓ بیان کرتے ہیں کہ عراق کے لوگوں کی ایک جماعت آئی اور ابن عباسؓ سے کہا کہ آپ کے نزدیک جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے ابن عباسؓ نے کہا نہیں لیکن بہت پاک کرنے والا ہے اور جو شخص غسل کرے اس کے لئے بہتر ہے اور جو نہ نہاوے اس پر واجب نہیں اور میں تم کو بتاتا ہوں کہ جمعہ کے دن غسل کی ابتدا کیونکر ہوئی بعض (صحابہ) فقیر لوگ (اس زمانہ میں) صوف پہنتے تھے اور پیٹھ پر (بوجھ اٹھانے کا) کام کرتے تھے۔ ان کی مسجدیں تنگ تھیں۔ مسجدوں کی چھتیں نیچی تھیں اور چھت کھجور کی ٹہنیوں کی تھی۔ ایک روز جمعہ کے دن جب کہ سخت گرمی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور تر ہوگئے لوگ پسینہ میں اس صوف کے اندر پس بو پھیلی اس سے اور تکلیف پہنچی۔ پہنچی اس سے لوگوں کو بعض کو بعض سے جب پہنچی۔ یہ بو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو فرمایا آپ نے لوگو! جب کہ جمعہ کا دن ہو تو تم غسل کرو اور چاہیئے کہ تم میں سے ہر ایک اس روز (نہانے کے بعد) اپنے عمدہ قسم کے تیل اور خوشبو کو استعمال کرے یعنی (سر میں) تیل لگائے اور کپڑوں میں خوشبو) (ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد اللہ نے لوگوں کو مال دیا۔ اور لوگوں نے صوف کے بجائے اچھے کپڑے پہنے۔ محنت و مشقت کے کام چھوٹ گئے۔ مسجدیں وسیع ہوگئیں اور پسینہ سے جو تکلیف لوگوں کو پہنچی تھی۔ اس سے بہت کچھ امن مل گیا۔

حائضہ کا حکم

عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّ الْيَهُوْدَ كَانُوْا إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ فِيْهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوْهَا وَلَمْ يُجَامِعُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّبِيَّ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ الْآيَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ الْيَهُوْدَ فَقَالُوْا مَا يُرِيْدُ هٰذَا الرَّجُلُ أَنْ يَدَعَ مِنْ أَمْرِنَا شَيْئًا إِلَّا خَالَفَنَا فِيْهِ فَجَاءَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْيَهُوْدَ تَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا أَفَلَا نُجَامِعُهُنَّ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَتْهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ فِيْ آثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَعَرَفَا أَنَّهُ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ یہود میں جب کوئی عورت حائضہ ہوتی تو وہ لوگ نہ تو اس کے ساتھ کھاتے پیتے تھے اور نہ اس کو اپنے گھروں میں جمع رکھتے تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے آپ سے حائضہ کا حکم پوچھا۔ پس نازل کی اللہ تعالےٰ نے یہ آیت وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ الخ یعنی لوگ پوچھتے ہیں اے رسول تجھ سے حیض کا حکم پس فرمایا (اس ایت کے نازل ہونے پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حائضہ عورت کے ساتھ تم سب کچھ کرو لیکن اس سے جماع نہ کرو یہود کو جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص ہمارے جس دینی امر کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اس میں ضرور ہماری مخالفت کرتا ہے پس آئے اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر اور دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہود ایسا ایسا کہتے ہیں۔ پس کیا اب ہم ان کے پاس نہ بیٹھیں (ان سے ہر قسم کے تعلقات ترک کردیں) پس (یہ سن کر) بدل گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ یہاں تک کہ ہم لوگوں نے یہ خیال قائم کرلیا۔ کہ آپ ان دونوں شخصوں سے خفا ہوگئے۔ چنانچہ وہ دونوں آدمی باہر نکل گئے پس دیکھا ان دونوں نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ کا تحفہ لایا گیا ہے ایک برتن میں پس بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے آدمی (ان کو بلانے کے لئے اور جب وہ آگئے تو) دونوں کو دودھ پلایا۔ پس ان لوگوں نے سمجھ لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر ناراض نہیں ہوئے تھے

حائضہ کا حکم

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاوِلِيْنِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ إِنِّيْ حَائِضٌ فَقَالَ إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِيْ يَدِكِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں سے مجھ کو یہ حکم دیا کہ چھوٹا بوریا اٹھا کر مجھ کو دے دو میں نے عرض کیا۔ کہ میں حیض سے ہوں آپ نے فرمایا تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

شمارہ ۲۸ ۞ ۳۰ رجب المرجب ۱۳۷۸ھ ۳۰ جنوری ۱۹۵۹ء ۞ جلد عہ

پھر وہی مہنگائی ؟

ہماری موجودہ حکومت نے برسر اقتدار آتے ہی جن امور کی طرف فوری توجہ دی ان میں سے گراں فروشوں کی سرکوبی بھی ایک اہم اور ضروری مسئلہ تھا وقتی طور پر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر اشیاء صرف کی قیمتیں کم ہو گئیں اور عوام یہ سمجھنے لگے کہ اُن کے بُرے دن ختم ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ بعد عوام کی ساری اُمیدیں خاک میں مل گئیں۔ اور اب پھر وہی ہوشربا گرانی ان پر مسلط ہو گئی ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا عوام ایک خواب دیکھ رہے تھے جو شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکا۔

ہماری رائے میں پاکستان میں مہنگائی کی ذمہ واری تاجروں اور حکومت دونوں پر عاید ہوتی ہے حکومت جہاں ملک میں امن وامان قائم رکھنے کی ذمہ وار ہے وہاں عوام کی ضروریات زندگی ان کی استعداد کے مطابق مہیا کرنے کی بھی ذمہ وار ہے۔

جہاں تک ملکی پیداوار کا تعلق ہے ہمیں یقین ہے کہ ہمارا ملک بفضلہ تعالیٰ ہر چیز میں خود کفیل ہے لیکن حکومت کی عدم توجہی اور تاجروں کی ہوسِ زر ومال نے ملک کو مہنگائی کے شکنجہ میں اس طرح جکڑ دیا ہے کہ شاید قیامت تک بھی اس کی گلو خلاصی نہ ہو سکے اس صورتِ حال سے نپٹنے کے لئے حکومت اور تاجروں کو اپنی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیئے۔ تاجروں کو من مانی کرنے کیلئے کھلی چھٹی نہ دی جائے بلکہ حکومت کو چاہیئے کہ اُن پر کڑی نگرانی رکھے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ حکومت کی طرف سے عام اشیاء صرف پر کوئی کنٹرول نہیں لیکن اس کے باوجود بھی حکومت اس بات کی ذمہ وار ہے کہ تاجر عوام کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے نہ پائیں۔ عوام کی شکایات وقتاً فوقتاً اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہیں حکومت کے ارباب حل وعقد کو ان شکایات کا سدّباب کرنے کیلئے مؤثر اقدام کرنا ضروری ہے۔ تاجر حضرات کیلئے کتاب وسنت میں جو ہدایات دی گئیں ہیں ہم اُن کا خلاصہ ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ارشاد میں فرمایا ہے کہ جس شخص نے گرانی کے خیال سے غلہ روکا وہ گنہگار ہے۔ ایک اور ارشاد میں فرماتے ہیں کہ تاجر کو خدا کی جانب سے رزق دیا جاتا ہے اور غلہ کو گرانی کے خیال سے روکنے اور بند رکھنے والا ملعون ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ غلہ روکنے والا بندہ بُرا ہے اگر اللہ تعالیٰ غلہ کو سستا کر دے تو رنجیدہ ہوتا ہے اور گراں کر دے تو خوش ہوتا ہے۔ ہم مذکورہ بالا ارشادات نبوی کے آئینہ میں ذخیرہ اندوز تاجروں کو اپنا منہ دیکھنے کی دعوت دیتے ہیں اور ان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے خدوخال درست کرنے کی کوشش کریں۔ **احتکار** کی شریعت نے اس حد تک مذمت فرمائی ہے کہ اگر کوئی شخص غلہ کو چالیس دن تک (گراں فروشی کی نیت سے) بند رکھے اور پھر اس کو خیرات کر دے تو اس خیرات کا اس کو کچھ بھی ثواب نہ ملے گا۔

(وما علینا الا البلاغ)

پاکستان کا دار السلطنت

پاکستان جب معرض وجود میں آیا تو دار السلطنت کا مسئلہ بغیر کسی غور وخوض کے طے کر لیا گیا تھا کیونکہ اس وقت کی ہنگامی صورتِ حال اسی کی مقتضی تھی گزشتہ گیارہ سال میں اس مسئلہ کی طرف توجہ اس لئے نہ دی جا سکی کہ ہمارا برسر اقتدار طبقہ کرسیوں کی خاطر دن رات ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار رہتا تھا ان کو اس قسم کے مسائل کی طرف توجہ دینے کی فرصت ہی نہ تھی

ہماری موجودہ حکومت نے جہاں بعض دوسرے اہم قومی مسائل کی طرف فوری توجہ دی ہے وہاں دار السلطنت کے مسئلہ کا جائزہ لینے کے لئے ایک کمشن بھی مقرر کر دیا ہے یہ کمشن اس امر کے متعلق حکومت کو مشورہ دے گا کہ کراچی پاکستان کا دار السلطنت رہنے کے لئے موزوں ہے یا نہیں اس کمشن کا طریق کار کیا ہوگا۔ اس کے متعلق ابھی تک نہ حکومت اور نہ کمشن کی طرف سے کوئی توضیحی بیان شائع ہوا ہے غالباً کمشن کوئی سوالنامہ جاری کریگا تاکہ عوام اور اخبار ورسائل کا نقطۂ نگاہ معلوم ہو سکے۔

کسی ملک کا دار السلطنت منتخب کرنے کیلئے بہت سے امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اس زمانہ میں سب سے زیادہ اہم مسئلہ دفاع کا ہے۔ دار السلطنت حکومت کی شہ رگ ہوتی ہے جس کی حفاظت پر حکومت کی بقا کا دارومدار ہوتا ہے۔ کراچی پاکستان کی ایک بہت بڑی بندرگاہ ہے اور مغربی پاکستان کے ایک کونہ میں واقع ہے اس لحاظ سے وہ پاکستان کا دار السلطنت رہنے کے لئے موزوں نہیں ہے۔ دار السلطنت کا کسی مرکزی مقام پر ہونا ضروری ہے پاکستان دو حصوں میں منقسم ہے مشرقی اور مغربی پاکستان اور یہ دونوں حصے ایک دوسرے سے ہزاروں میل دور واقع ہیں۔ مشرقی پاکستان کے لوگوں کے لئے بھی کراچی مرکزی مقام کی حیثیت نہیں رکھتا کراچی میں ان کی آمد ورفت بذریعہ ہوائی جہاز ہوتی ہے اور یہ ہوائی جہاز کراچی کے لئے لاہور کے راستے ہی پرواز کرتے ہیں اس لئے کراچی مشرقی پاکستان کے لئے بھی مرکزی حیثیت نہیں رکھتا۔

ہمیں یقین ہے کہ حکومت کی طرف سے مقرر کردہ کمشن اس مسئلہ کا پوری طرح جائزہ لے کر حکومت کے سامنے اپنی سفارشات پیش کرے گا ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ حکومت اس معاملہ میں جلد بازی سے کام نہ لے گی اور پورے غور وخوض کے بعد اس معاملہ کو طے کرے گی۔

پتنگ بازی

پتنگ بازی ایک مذموم فعل ہے ہر سال کئی قیمتی جانیں اس کی نذر ہو جاتی ہیں اس کے علاوہ ہزاروں روپے کا نقصان اس غریب قوم کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود مسلمان کو اس قبیح فعل سے نفرت پیدا نہیں ہوتی۔ اس سال ڈپٹی کمشنر لاہور نے پتنگ بازی کو خلاف قانون قرار دے کر اس کو روکنے کی کوشش کی ہے لیکن مسلمان پھر بھی اس لعنت سے باز نہیں آیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کا یہ منشا نہیں ہے کہ اس قسم کی بیہودہ تفریحات کو حکماً روک دیا جائے صرف سماج دوست حضرات کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ایک رسمی اعلان کر دیا گیا ہے۔ اگر حکومت بند کرنا چاہتی تو فضائے آسمانی ان کاغذی "سیاروں" سے مزین نظر نہ آتی۔

ہمیں اس موقع پر کچھ مسلمانوں سے بھی عرض کرنا ہے جو مسلمان اپنے بچوں کو پتنگ بازی کے لئے پیسے دیتے ہیں وہ صرف اپنے بچوں پر ہی نہیں بلکہ ملک وملت پر ظلم کرتے ہیں۔ ایسے والدین پر فارسی کی یہ ضرب المثل پوری طرح صادق آتی ہے کہ

باقی صفحہ ۱۸ پر

سُنّتِ خیرالوریٰ ﷺ

مطلعِ نورِ ہُدیٰ ہے سُنّتِ خیرالوریٰ ﷺ
مشعلِ راہِ خدا ہے سُنّتِ خیرالوریٰ ﷺ

شرحِ دینِ کبریا ہے سُنّتِ خیرالوریٰ ﷺ
اصلِ حُبِّ مُصطفےٰ ہے سُنّتِ خیرالوریٰ ﷺ

کیوں نہ ہو نامِ مُحمّدؐ کلمۂ طیّب کے ساتھ
شرحِ توحیدِ خُدا ہے سُنّتِ خیرالوریٰ ﷺ

بوستانِ دینِ حق میں گُلشنِ اِسلام میں
غنچۂ راحت فزا ہے سُنّتِ خیرالوریٰ ﷺ

اہلِ سُنّت کو مُیسّر کیوں نہ ہو حق کی رضا
کاشفِ رمزِ خُدا ہے سُنّتِ خیرالوریٰ ﷺ

ہے وُہی قائدِ اِمام و پیر و مُرشد معتبر
جو سدا کرتا ادا ہے سُنّتِ خیرالوریٰ ﷺ

ہم کو بس کافی ہیں دو ہادی ہدایت کے لئے
ایک قرآں دُوسرا ہے سُنّتِ خیرالوریٰ ﷺ

"نغماتِ صداقت"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۳ رجب ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۳ جنوری ۱۹۵۹ء

انسان کے لئے کونسے کام کرنے ضروری ہیں

اور

کون سے غیر ضروری ہیں

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام! آپ کو معلوم ہے کہ ہر انسان کے ذمے مختلف قسم کی ذمہ داریاں ہیں۔ بعض کا تعلق اپنی ذات سے ہے مثلاً کھانا۔ پینا۔ سونا۔ روزی کمانے کے لئے دُکان یا دفتر میں جانا۔ اور بعض ذمہ داریوں کا تعلق اعزّہ و اقربا سے ہے۔ مثلاً بیوی بچّوں کی ضروریات کو پورا کرنا۔ بعض کا تعلق ماں باپ سے ہے مثلاً ان کے کھانے پینے اور ان کے آرام کے سامان بہم پہنچانا۔ بعض ذمہ داریوں کا تعلق حکومت وقت کے ساتھ ہوتا ہے۔ کہ اس کے احکام کی تعمیل کی جائے۔ اور بعض کا تعلق پالتو جانوروں سے ہوتا ہے۔ مثلاً گائے۔ بھینس یا گھوڑا رکھا ہُوا ہے تو ان کے چارے پانی کا خیال رکھنا علیٰ ہذا القیاس۔

ہر عقلمند کا فرض ہے

کہ ان تمام ذمہ داریوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے ان کی ترتیب کا ایک نقشہ بنائے اور اس نقشہ کے بنانے میں ضرورت کا لحاظ رکھے گا۔ کہ سب سے زیادہ ضروری کونسی چیز ہے۔ اس کے بعد پھر کس کا نمبر ہے مثلاً خدانخواستہ ایک شخص کا باپ کسی وجہ سے کنوئیں میں گر گیا ہے۔ وہ غوطے کھا رہا ہے۔ اور پکار رہا ہے۔ کہ مجھے جلدی کنوئیں سے نکالو۔ اور ایک گاہک بھی اس کی دُکان پر آیا ہے۔ کہ مجھے سودا دو۔ اب پہلے باپ کو کنوئیں سے نکالے گا۔ پھر سودا دے گا۔ یا مثلاً ایک شخص کو بھوک لگی ہُوئی ہے۔ اور بوڑھے ماں باپ جو کچھ معذور بھی ہیں۔ کھانا مانگ رہے ہیں۔ تو شریف انسان پہلے ماں باپ کو کھانا کھلائے گا۔ پھر خود کھائے گا۔

علیٰ ہذا القیاس

انسان کی بعض ذمہ داریوں . . . . . کا تعلق دُنیا کی زندگی کے ساتھ ہے۔ جو زندگی باقی رہنے والی نہیں بلکہ فنا ہونے والی ہے۔ اور بعض ذمہ داریوں کا تعلق آخرت کی ہمیشہ رہنے والی زندگی میں عیش و آرام پانے کا ہے۔

لہٰذا

ہر انسان کو یہاں بھی ضرورتوں کے پُورا کرنے میں ضرور ایک ترتیب دینی پڑے گی۔ عقلمند انسان یہی فیصلہ کرے گا کہ سب سے پہلے ان ضرورتوں کو پورا کرنا میرا اہم ترین فریضہ ہے۔ جو ابدالآباد کی زندگی میں راحت اور آرام دلانے والی ہیں۔

ہاں ایک غیر مآل اندیش

دُنیا کی عارضی زندگی کا لطف اُٹھانے کے لئے عاقبت کی دائمی زندگی کے لطف کو برباد کر لے گا۔ جس طرح چور غیر مآل اندیشی کے باعث حلوائی کی دُکان سے نقب زنی کر کے مٹھائی کے بھرے ہوئے تھال اُٹھا کر لے جاتا ہے۔ اور پھر خوب مزے سے اس کو مع اہل و عیال کے کھاتا ہے۔ اس کے بعد ہاتھوں میں ہتھکڑی اور پاؤں میں بیڑی ڈال کر جب پولیس اسے جیل خانہ بھجواتی ہے۔ تب اپنے جرم کی بُرائی کا احساس کرتا ہے۔ لیکن فرد جرم لگنے کے بعد جب جیل خانہ میں جا پہنچا۔ اب اس احساس کا کیا فائدہ۔

حاصل

مذکورۃ الصدر سطور کا حاصل یہ نکلا۔ کہ ہر عقلمند انسان اپنے اعمال میں دُنیا کے نفع اور آرام کی بجائے آخرت کے آرام اور وہاں کی عزّت کو ترجیح دیگا۔ مگر واقعہ یہ ہے۔ کہ دُنیا کے ہر دور میں

غیر مآل اندیش اور بیوقوف

انسانوں کی کثرت ہی رہی ہے جنہوں نے فانی دُنیا کے عیش و آرام کو آخرت کی دائمی زندگی کے عیش و آرام پر ترجیح دی۔ ایسے لوگ دُنیا میں عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئے اور آخرت کو دوزخ میں جائیں گے

ان کی مثالیں ملاحظہ ہوں

پہلی

(لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِىْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّىْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّىْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِى الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ط اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝)

سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ۔ بیشک ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔ فرمایا۔ اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہُوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ اور اللہ

کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ . . . .

پھر انہوں نے اسے جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ انہیں غرق کر دیا۔ بیشک وہ لوگ اندھے تھے۔

حضرت نوح علیہ السلام کا مقصد یہ تھا

کہ ایک اللہ تعالےٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کرو۔ جس کے قبضہ میں دنیا اور آخرت کی باگ ہے۔ اگر وہ راضی ہوگیا تو دنیا میں عزت پاؤ گے۔ اور آخرت میں اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچ جاؤ گے مگر اس بدنصیب قوم نے اپنے دنیاوی رواج کو ترجیح دی۔ کہ ان کے باپ دادا جن بتوں کی پرستش کرتے تھے انہیں کی پرستش کرتے رہے۔ جن کے نام ود۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو ساڑھے نوسو سال اس بت پرستی سے روکتے رہے۔ مگر وہ باز نہ آئے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے بجز ان معدودے چند افراد کے جو نوح علیہ السلام پر ایمان لائے تھے۔ باقی سب کو غرق کر دیا۔

ان بتوں کے متعلق شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں۔ "یہ ان کے بتوں کے نام ہیں۔ ہر مطلب کا ایک الگ بت بنا رکھا تھا۔ وہی بت پھر عرب میں آئے۔ اور ہندوستان میں بھی اسی قسم کے بت بشنو۔ برہما۔ اندر۔ رشو اور ہنومان وغیرہ کے ناموں سے مشہور ہیں۔ اس کی مفصل تحقیق حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی میں کی ہے۔ بعض روایات میں ہے۔ کہ پہلے زمانہ میں کچھ بزرگ لوگ تھے۔ ان کی وفات کے بعد شیطان کے اغوا سے قوم نے ان کی تصویریں بطور یادگار بنا کر کھڑی کرلیں۔ پھر ان کی تعظیم ہونے لگی۔ شدہ شدہ پرستش کرنے لگے۔ العیاذ باللہ۔

خلاصہ

حضرت نوح علیہ السلام کے مذکورۃ الصدر واقعات سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ ان کی قوم کے بیوقوف اور غیر مآل اندیش لوگوں نے دنیا کو بمقابلہ آخرت کے ترجیح دی۔ اس بنا پر دنیا میں عذاب الٰہی میں مبتلا ہوئے اور آخرت میں اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لیا۔

دوسری

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد دوسری غیر مآل اندیش اور بیوقوف قوم حضرت ہود علیہ السلام کی قوم عاد ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم کو توحید کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اور پھر قوم جو جواب دیتی ہے وہ ملاحظہ ہو۔

(وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ط اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ○ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ○) سورہ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اور اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں۔ اس کی قوم کے کافر سردار بولے۔ ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ فرمایا۔ اے میری قوم میں بیوقوف نہیں ہوں۔ لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور میں تمہارا امانتدار خیر خواہ ہوں۔

بیوقوف تو خود ہیں الٹا ہود علیہ السلام کو بیوقوف بنا رہے ہیں

پیغمبر خدا (ہود علیہ السلام) کی نافرمانی کے باعث قوم کی عقل میں فتور آگیا ہے۔ کہ عقلمند کو بیوقوف بنا رہے ہیں۔ اور خیرخواہ کو بدخواہ خیال کر رہے ہیں۔

اس بیوقوفی کا نتیجہ یہ نکلا

(فَاَنْجَیْنٰهُ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ مَا كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ○ ع) سورہ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ۔ پھر اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ ان کی جڑ کاٹ دی۔ اور وہ مومن نہیں تھے۔ اس بیوقوف قوم نے اپنی بیوقوفی کے باعث اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے خیر خواہ پیغمبر کو اپنا بدخواہ خیال کر لیا۔ اور اس کی کوئی بات نہ مانی۔ بالآخر عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر دنیا سے لعنت کی موت سے مرے۔

حاصل

یہ نکلا کہ پیغمبر وقت کی مخالفت کرنے والے بیوقوفوں کی بربادی کے باعث دنیا کے تختے سے ان کی نسل ہی حرفِ غلط کی طرح مٹ گئی۔

عذاب الٰہی کی تصویر ملاحظہ ہو

(فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِیَةِ ○ وَ اَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَةٍ ○ سَخَّرَهَا عَلَیْهِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّ ثَمٰنِیَةَ اَیَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِیْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَةٍ ○ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِیَةٍ ○) سورہ الحاقہ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ اور لیکن قوم عاد سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے۔ وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی (اگر تو موجود ہوتا تو) اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا کہ گویا کہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ سو کیا تمہیں ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان آیات پر تحریر فرماتے ہیں "یعنی وہ ہوا اس قدر تیز و تند تھی۔ جس پر کسی مخلوق کا قابو نہ چلتا تھا۔ حتیٰ کہ فرشتے جو ہوا کے انتظام پر مسلط تھے۔ ان کے ہاتھوں سے نکلی جاتی تھی۔ جو قوم لنگوٹ کس کر اکھاڑے میں یہ کہتی ہوئی اترتی تھی "مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً" ترجمہ۔ ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے۔ وہ ہماری ہوا کا مقابلہ نہ کر سکی۔ اور ایسے گرانڈیل پہلوان ہوا کے تھپیڑوں سے اس طرح پچھاڑ کھا کر گرے گویا کھجور کے کھوکھلے اور بے جان تنے ہیں۔ جن کا سر اوپر سے کٹ گیا ہو۔ (پھر کیا) ان قوموں کا بیج بھی باقی رہا۔ اس طرح صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دی گئیں۔

تیسری

حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کے بعد تیسری غیر مآل اندیش اور بیوقوف قوم حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود ہے۔

(وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ط قَدْ جَآءَتْكُمْ

بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ ؕ ھٰذِہٖ نَاقَۃُ اللّٰہِ لَکُمْ اٰیَۃً فَذَرُوْھَا تَاْکُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰہِ وَلَا تَمَسُّوْھَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَکُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ وَاذْکُرُوْۤا اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَکُمْ فِی الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُھُوْلِھَا قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا ج فَاذْکُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰہِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ○)

سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸

ترجمہ - اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا - فرمایا - اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو - اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے - یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے - سو اسے چھوڑ دو - کہ اللہ کی زمین میں کھائے - اور اسے بُری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ - ورنہ تمہیں درد ناک عذاب پکڑے گا -

بیوقوفوں کے نمائندوں کا جواب

(قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْھُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّہٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِہٖ مُؤْمِنُوْنَ ○ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِہٖ کٰفِرُوْنَ ○ فَعَقَرُوا النَّاقَۃَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّھِمْ وَقَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ کُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ○ فَاَخَذَتْھُمُ الرَّجْفَۃُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِھِمْ جٰثِمِیْنَ ○) سورۃ الاعراف رکوع پارہ

ترجمہ - اس قوم کے متکبّر سرداروں نے غریبوں سے کہا - جو ایمان لا چکے تھے - کیا تمہیں یقین ہے کہ صالح کو اس کے رب نے بھیجا ہے - اُنہوں نے کہا - جو وہ لے کر آیا ہے - ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں متکبروں نے کہا - جس پر تمہیں یقین ہے ہم اُسے نہیں مانتے - پھر اُونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے - اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی - اور کہا - اے صالح لے آ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا ہے - اگر تو رسول ہے - پس انہیں زلزلہ نے آ پکڑا - پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے -

اس بدنصیب قوم کے متعلق تبیخ الاسلام کا حاشیہ

قوم میں جو بڑے بڑے متکبّر سردار اور معاندین تھے - وہ غریب اور کمزور مسلمانوں سے استہزاءً کہتے تھے - کہ (کیا بڑے آدمی تو آج تک نہ سمجھے - مگر) تمہیں معلوم ہو گیا - کہ صالح خدا کا بھیجا ہُوا ہے - مسلمانوں نے جواب دیا - کہ معلوم ہونا کیا معنی - معلوم تو تم کو بھی ہے - ہاں ہم دل سے قبول کر کے اس پر ایمان بھی لا چکے ہیں - متکبرین اس حکیمانہ جواب سے کھسیانے ہو کر بولے کہ جس چیز کو تم نے مان لیا ہے - ہم ابھی تک اسے نہیں مانتے - پھر بھلا تمہارے جیسے چند خستہ حال آدمیوں کا ایمان لے آنا کونسی بڑی کامیابی ہے - کہتے ہیں کہ وہ (صالح علیہ السلام کی) اُونٹنی اس قدر عظیم الجثہ اور ڈیل ڈول کی تھی - کہ جس جنگل میں چرتی دوسرے مویشی ڈر کر بھاگ جاتے - اور اپنی باری کے دن جس کنوئیں سے پانی پیتی - کنواں خالی کر دیتی - گویا جیسے اس کی پیدائش غیر معمولی طریقہ سے ہُوئی - لوازم و آثارِ حیات بھی غیر معمولی تھے - آخر لوگوں نے غیض میں آ کر اس کے قتل پر اتفاق کر لیا - اور بدبخت قداز نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں - بعدہٗ خود حضرت صالح علیہ السلام کے قتل پر بھی تیار ہونے لگے - اور اس طرح خدا کے احکام کو جو "صالح" اور "ناقہ" کے متعلق تھے - پس پشت ڈال دیا - (ائتنا بما تعدنا) ایسے کلمات انسان کی زبان سے اس وقت نکلتے ہیں - جب خدا کے قہر و غضب سے بالکل بے خوف ہو جاتا ہے -

اس بیوقوف اور بدبخت قوم پر

عذابِ الٰہی کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں - بعض آیتوں میں زلزلہ کا ذکر آیا ہے - جس طرح سورۂ اعراف کے رکوع ۱۰ میں ہے - اور بعض آیتوں میں "صیحہ" چیخ سے ہلاک ہونے کا ذکر آیا ہے - دونوں کی تطبیق یوں دی جا سکتی ہے - کہ نیچے سے زلزلہ اور اُوپر سے ہولناک آواز آئی ہو -"

چوتھی

غیر مآل اندیش اور بیوقوف قوم حضرت شعیب علیہ السلام کا واقعہ عبرت کے لئے ملاحظہ ہو - (وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ فَاَوْفُوا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَھُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا ؕ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○ وَلَا تَقْعُدُوْا بِکُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِہٖ وَتَبْغُوْنَھَا عِوَجًا ج وَاذْکُرُوْۤا اِذْ کُنْتُمْ قَلِیْلًا فَکَثَّرَکُمْ ص وَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُفْسِدِیْنَ ○)

سورہ الاعراف رکوع ۱۱ پارہ ۸

ترجمہ - اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا - فرمایا - اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو - اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں - تمہارے رب کی طرف سے - تمہارے پاس دلیل پہنچ چکی ہے - سو ماپ اور تول کو پُورا کرو - اور لوگوں کو اُن کی چیزیں گھٹا کر نہ دو - اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو - یہ تمہارے لئے بہتر ہے - اگر تم ایماندار ہو - اور سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو - کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو - اور اللہ کی راہ سے روکو - اور اس میں ٹیڑھا پن تلاش کرو - اور اس حالت کو یاد کرو - جبکہ تم تھوڑے تھے - پھر اللہ نے تمہیں زیادہ کر دیا - اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہُوا ہے -

اس بے وقوف قوم کے نمائندوں کا جواب

(قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ لَنُخْرِجَنَّکَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَکَ مِنْ قَرْیَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ کُنَّا کٰرِھِیْنَ ○ قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِکُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰنَا اللّٰہُ مِنْھَا ؕ وَمَا یَکُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّعُوْدَ فِیْھَاۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّنَا ؕ) الآیہ سورہ الاعراف رکوع ۱۱ پارہ ۹

ترجمہ - اس کی قوم کے متکبّر سرداروں نے کہا - اے شعیب ہم تجھے اور انہیں جو تم پر ایمان لاتے ہیں - اپنے شہر سے ضرور نکال دیں گے - یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آ جاؤ - فرمایا - کیا اگرچہ ہم اس دین کو ناپسند کرنے والے ہوں - ہم تو اللہ پر بہتان باندھنے والے ہو جائیں - اگر ہم تمہارے مذہب میں واپس آئیں - بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں اس سے نجات دی ہے - اور ہمیں یہ حق نہیں کہ تمہارے دین میں لوٹ کر آئیں - مگر یہ کہ اللہ چاہے - جو ہمارا رب ہے -

شعیبؑ کی قوم کے غیر مآل اندیش بیوقوفوں کا اعلان

(وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا اِنَّکُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ○ فَاَخَذَتْھُمُ الرَّجْفَۃُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِھِمْ جٰثِمِیْنَ ○)

سورہ الاعراف رکوع ۱۱ پارہ ۹

ترجمہ - اس کی قوم میں سے جو کافر سردار تھے - انہوں نے کہا - اگر تم شعیب کی تابعداری کروگے تو بے شک نقصان اُٹھاؤگے - پھر انہیں زلزلے نے آپکڑا - پھر وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے -

پانچویں

غیر مآل اندیش اور بیوقوف فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ملاحظہ ہو -

(وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۠ئِهٖ فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰیٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا یَضْحَكُوْنَ ○ وَمَا نُرِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ اِلَّا هِیَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا وَ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ○ وَقَالُوْا یٰۤاَیُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ○ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ یَنْكُثُوْنَ ○)

سورہ الزخرف رکوع ۵ پارہ ۲۵

ترجمہ - اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے امراء دربار کی طرف بھیجا تھا - سو اُس نے کہا - کہ میں پروردگار عالم کا رسول ہوں - پس جب وہ ان کے پاس ہماری نشانیاں لایا تو وہ اس کی ہنسی اُڑانے لگے - اور ہم ان کو جو کوئی نشانی دکھاتے تھے - تو ایک دوسرے سے بڑھ کر ہوتی تھی - اور ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا - تاکہ وہ باز آجائیں اور اُنہوں نے کہا - اے جادوگر اپنے رب سے ہمارے لئے اس عہد سے جو تجھ سے اس نے کیا ہے - دُعا کر - ہم ضرور راہ پر آجائیں گے - پھر جب ہم ان سے عذاب ہٹا لیتے - تو اسی وقت عہد کو توڑ دیتے -

قومِ فرعون پر چار قسم کے عذاب آئے تھے

(فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ○ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَیْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا یٰمُوْسَی ادْعُ لَنَا رَبَّكَ) الآیہ

سورہ الاعراف رکوع ۱۶ پارہ ۹

ترجمہ - پھر ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون یہ سب کُھلے کُھلے معجزے بھیجے - پھر بھی انہوں نے تکبر ہی کیا - اور وہ لوگ گنہگار تھے اور جب ان پر کوئی عذاب آتا - تو کہتے - اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے دُعا کر الخ

فرعون اور اس کے بیوقوف ساتھیوں نے

اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ اور اپنے عجز کو بارہا آزما کر بھی دیکھ لیا، کہ فرعون باوجود اپنی خدائی کا دعوےٰ کرنے کے عاجز محض ہے - اور اللہ تعالےٰ جس کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہوکر آئے ہیں - وہ قادرِ مطلق ہے - بارہا کی آزمائش کے بعد عہد شکنی کرتا رہا - پھر اللہ تعالےٰ کا غضب ان بیوقوفوں بدعہدی کرنے والوں کے خلاف جوش میں آیا -

(فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ ○)

سورہ الاعراف رکوع ۱۶ پارہ ۹

ترجمہ - پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا - پھر ہم نے انہیں دریا . . . میں غرق کردیا - اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا - اور وہ اُن سے غافل تھے -

عذاب الٰہی آنے پر فرعون بدبخت کو ہوش آگئی

(وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○) سورہ یونس رکوع ۹ پارہ ۱۱

ترجمہ - اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کردیا - پھر فرعون اور اس کے لشکر نے ظلم اور زیادتی سے ان کا پیچھا کیا - یہانتک کہ جب ڈوبنے لگا - کہا - میں ایمان لایا - کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں - اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں -

اللہ تعالےٰ کا عذاب نازل ہوجانے کے بعد توبہ قبول نہیں ہوتی

چنانچہ فرعون کے متعلق ارشاد باری تعالےٰ ہوا -

(آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ○)

سورہ یونس رکوع ۹ پارہ ۱۱

ترجمہ - اب یہ کہتا ہے - اور تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا - اور مفسدوں میں داخل رہا - (لہٰذا اب تیرا ایمان قبول نہیں ہوسکتا -)

یہ چیز واضح ہوگئی

مذکورۃ الصدر پانچ پیش کردہ مثالوں سے یہ چیز واضح ہوگئی - کہ ارحم الراحمین خدائے قدوس وحدہ لاشریک کی طرف سے ہمیشہ انسانوں کی راہنمائی کے لئے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے - اور ناعاقبت اندیش ہر دور میں ان مقبولین بارگاہ الٰہی کی مخالفت کے باعث عذاب الٰہی میں مبتلا ہوکر لعنت کی موت سے مرتے رہے -

ایسے لوگوں کو بے وقوف کے لقب سے کیوں پکارتا آیا ہوں

دراصل بات یہ ہے کہ ہر عقلمند ہمیشہ ہر ایک معاملہ میں پورے غور و خوض کے بعد کسی معاملے کا فیصلہ کرتا ہے - وہ انسان بڑا ہی ناعاقبت اندیش اور بیوقوف ہے - کہ کسی بات کی تہ تک پہنچنے سے پہلے ہی کوئی قطعی فیصلہ کرلے - انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کرنے والے بیوقوفوں کو پہلے سوچ لینا چاہیئے تھا - کہ یہ حضرات کیا کہہ رہے ہیں - کیوں کہہ رہے ہیں - اس کہنے میں کیا ان کی کوئی ذاتی غرض یا دنیاوی نفع مطلوب ہے یا محض ہماری خیرخواہی کی بنا پر کہہ رہے ہیں - اور آیا ان کے اتباع کرنے میں ہمارا نفع ہے یا نقصان - آیا اس قسم کے آدمی پہلے بھی ہوتے آئے ہیں - اور ان کی موافقت کرنے والوں کو کیا پھل ملا - اور مخالفت کرنے والوں نے کیا نتیجہ بھگتا - وغیرہ وغیرہ - اگر یہ لوگ عقلمندی سے کام لیتے تو کبھی ان کی مخالفت نہ کرتے - بالخصوص مرنے کے بعد کے حالات حضرات انبیاء علیہم السلام ہی بتلا سکتے تھے - اگر مخالفت کرنے والے عقلمند ہوتے تو ان کی قدر کرتے - کہ یہ حضرات مرنے کے بعد کی مصیبتوں سے بچنے کے لئے ہماری راہنمائی فرما رہے ہیں - ان کا بڑا ہی احسان ہے -

انبیاء علیہم السلام اللہ تعالےٰ کے چُنے ہوئے انسان ہوتے ہیں

(اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ) الآیہ

سورہ الانعام رکوع ۱۵ پارہ ۸

ترجمہ - اور اللہ (تعالےٰ) بہتر جانتا ہے کہ اپنی پیغمبری کا کام کس سے لے -

اس شاہنشاہی اعلان کا نتیجہ

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ رسالت کا عہدہ

اس شخص کو عطا فرماتا ہے جو بہترین آدمی ہوتا ہے - اب جو شخص یا جو قوم اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور چیدہ انسان پر مذاق اُڑائے اور ٹھٹھا کرے - اس سے بڑھ کر بھی کوئی احمق اور بیوقوف ہو سکتا ہے - انبیاء علیہم السلام پر گزشتہ قومیں ہمیشہ مذاق اُڑاتی رہیں - اور عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر لعنت کی موت سے نابود ہوئیں -

انبیاء علیہم السلام پر ٹھٹھا کرنے کا ثبوت

(يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ○) سورہ یٰس ع ۲ پ ۲۳

ترجمہ - کیا افسوس ہے بندوں پر ان کے پاس ایسا کوئی بھی رسول نہیں آیا جس سے انہوں نے ہنسی نہ کی ہو -

نتیجہ

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ چن چن کر پاکیزہ ترین اخلاق والے - نیک ترین انسان جو شرافت - دیانت - امانت - حیا - خوف خدا اور خلق اللہ پر شفیق ہوتے ہیں اپنی اپنی قوم میں بینظیر تھے - ان کو گمراہوں کی راہنمائی کے لئے مبعوث فرماتا رہا - اس بدبخت اور بیوقوف قوم نے (بجز معدودے چند افراد کے) ان کا مذاق اُڑایا - کسی کو کہا - تم جھوٹے ہو - کسی کو کہا تم پاگل ہو - کسی کو کہا - تم جادوگر ہو - پھر ان

ناقدر شناس - ناعاقبت اندیش بیوقوفوں کے خلاف

غضب الٰہی جوش میں آیا - پھر غیظ و غضب الٰہی نے یہ قدم اُٹھایا - (فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ ۚ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ○)

سورہ العنکبوت رکوع ۴ پارہ ۲۰

ترجمہ - پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ پر پکڑا - پھر کسی پر تو ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا - اور ان میں سے کسی کو کڑک نے آپکڑا - اور کسی کو ان میں سے زمین میں دھنسا دیا - اور کسی کو ان میں سے غرق کر دیا - اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے - لیکن وہی اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے -

ہلاک ہونے والی قوموں پر اللہ جل شانہ کے عمومی دو تبصرے

پہلا

(تِلْكَ الْقُرَىٰ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَائِهَا ۚ وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا مِن قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْكَافِرِينَ ○ وَمَا وَجَدْنَا لِأَكْثَرِهِم مِّنْ عَهْدٍ ۖ وَإِن وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ لَفَاسِقِينَ ○)

سورہ الاعراف رکوع ۱۳ پارہ ۹

ترجمہ - یہ بستیاں ہیں جن کے کچھ حالات ہم تمہیں سُناتے ہیں - بیشک ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر آئے تھے - پھر اس بات پر ہرگز ایمان نہ لائے جسے پہلے جھٹلا چکے تھے - کافروں کے دلوں پر اللہ اسی طرح مہر لگا دیتا ہے - اور ہم نے ان کے اکثر لوگوں میں عہد کا نباہ نہیں پایا - اور ان میں سے اکثر کو نافرمان پایا -

دوسرا

(وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ○)

سورہ الاعراف رکوع ۱۲ پارہ ۹

ترجمہ - اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور ڈرتے - تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے نعمتوں کے دروازے کھول دیتے اور لیکن انہوں نے جھٹلایا - پھر ہم نے انہیں ان کے اعمال کے سبب سے گرفت کی -

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے ہر وقت ان پر کھل سکتے تھے لیکن ان لوگوں کی اپنی شامتِ اعمال (جو انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کی) کے باعث نہ کھلے - بلکہ ان کی بداعمالی کے باعث انہیں عذابِ الٰہی میں مبتلا ہونا پڑا

موجودہ دور کے مسلمانوں کی خدمت میں

عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج کے خطبہ میں جو چیزیں پیش کی جا چکی ہیں - ان کا عنوان بطور یاد دہانی کے دوبارہ نقل کر دیتا ہوں - تاکہ موجودہ دور کے مسلمان اس آئینہ میں اپنا منہ دیکھ کر اپنے روحانی چہرے کے خال و خط درست کر لیں تاکہ قیامت کے دن اپنے بچاؤ کے لئے یہ عذر دربارِ الٰہی میں پیش نہ کر سکیں - کہ اے اللہ ہمیں تو ان چیزوں کا علم ہی نہیں ہوا - ورنہ ہم تیرے پورے فرمانبردار ہو کر دنیا میں زندگی بسر کرتے - بالفاظ دیگر اس عذر کا یہ مطلب ہوتا کہ ہم تو تیری رضا کے سانچے میں ڈھلنے کے لئے تیار بیٹھے تھے - مگر خدا نخواستہ خدا نخواستہ خاکم بدہن "قصور تیرا ہے" کہ تو نے ہماری راہنمائی کے لئے کوئی بندہ نہیں بھیجا تھا - چنانچہ اس

عذر لنگ کا ذکر

قرآن مجید میں آیا ہے :-

(وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَن نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ ○)

سورہ طٰہٰ رکوع ۸ پارہ ۱۶

ترجمہ - اور اگر ہم انہیں اس سے پہلے کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے - تو کہتے اے ہمارے رب تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا - تاکہ ہم ذلیل و خوار ہونے سے پہلے تیرے حکموں پر چلتے -

اب پیغمبر کوئی نہیں آئے گا

برادرانِ اسلام - قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر مبنی ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول دنیا میں نہیں آئیگا اور نہ کوئی وحی آسمان سے نازل ہوگی - ہاں کتاب و سنت کا پیغام مخلوقِ خدا کو پہنچانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے اللہ تعالیٰ کے بندے آئیں گے جو اس پیغام ربانی کو مخلوق خدا تک پہنچائیں گے -

موجودہ دور میں حق پرست علماء کے ساتھ عموماً وہی سلوک کیا جا رہا ہے جو پہلے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کیا جاتا تھا

گزشتہ اُمتوں کے غیر مآل اندیش اور بیوقوفوں کی طرح اس دور کے غیر مآل اندیش بھی اسی راستے پر جا رہے ہیں - یہ غیر مآل اندیش لوگ دو قسم کی ناعاقبت اندیشیو میں مبتلا ہیں -

پہلی

اس دور کے اکثر ناعاقبت اندیش ایک

ہی زندگی کو پیش نظر رکھ کر اسی ایک زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے دن او رات کوششیں کر رہے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی زمیندار ہے تو اس کی خواہش یہ ہے کہ میں سب سے بڑا زمیندار بن جاؤں اور اگر تجارت پیشہ ہے۔ تو دل میں یہ شوق دامنگیر ہے کہ سب سے بڑا تاجر بن جاؤں۔ اور اگر سرکاری عہدہ دار ہے تو ہر وقت یہی چیز پیش نظر ہے۔ کہ ترقی ہو جائے۔ تاکہ گریڈ بڑھ جائے۔ اور تنخواہ زیادہ وصول ہو۔ غرضیکہ ہر دُنیادار غیر مآل اندیش کے دماغ میں ترقی کی دُھن لگی ہوئی ہے۔ یہ لوگ فانی زندگی کی کامیابی کے لئے دن رات تگ و دو کر رہے ہیں اور اصلی اور غیر فانی زندگی کو نظر انداز کئے ہوئے ہیں۔ اب ایسے لوگوں کو خدا پرست لوگ بیوقوف نہ کہیں تو اور کیا کہیں

دوسری

ان کی دوسری ناعاقبت اندیشی اور کم عقلی یہ ہے کہ ان کو دوست اور دشمن، خیرخواہ اور بدخواہ میں تمیز نہیں ہے۔ حالانکہ سب سے بڑا خیر خواہ اللہ تعالیٰ ہے۔ جس نے کہ انسان کو منی کے قطرہ سے ماں کے پیٹ میں بنایا۔ ماں کے پیٹ میں انسان کا ڈھانچہ مکمل کرنے کے بعد آنکھوں میں بینائی۔ کانوں میں شنوائی زبان میں گویائی اور دماغ میں عقل کی استعداد رکھنے کے ساتھ ہی پاؤں میں چلنے اور ہاتھوں میں پکڑنے کی طاقت رکھی۔ علیٰ ہذالقیاس ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے انتہا نعمتیں اس کو نصیب ہوتی رہیں۔ پھر یہ ناعاقبت اندیش، انسان جو اپنے آپ کو بڑا سمجھدار بڑا قابل بڑا ترقی یافتہ سمجھتا ہے۔ مخالفت کرتا ہے۔ تو اس خدا تعالیٰ کی جس کی نعمتوں کا مختصر خاکہ ابھی پیش کر چکا ہوں۔ اے خدا کے نافرمان انسان اگر بیٹا ماں باپ سے باغی ہو جائے تو تُو اسے بد ترین انسان شمار کرتا ہے۔ اور اگر ایک ظالم اور بے انصاف خدا تعالیٰ کا باغی ہو جائے تو کیا وہ شخص شریف انسان کہلانے کا حقدار ہے؟ اور کیا وہ بھلا مانس آدمی کہلانے کا مستحق ہے؟ اور کیا ان بے دین مسلمانوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ انسان کا دستور العمل ہے۔

اور اے بے دین مسلمان

تمہیں معلوم نہیں ہے کہ بادشاہ کے قانون کی عزت کرنے والا اس کا وفادار سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کی مملکت میں مجوزہ قانون شاہی کی مخالفت کرنے والا بادشاہ کا باغی سمجھا جاتا ہے۔ پھر تمہیں معلوم نہیں ہے؟ کہ بادشاہ کے قانون کی مخالفت کرنے والوں کے لئے پھانسی کا پھندا ہی ہوتا ہے۔ اور اے بے دین مسلمان تمہیں معلوم نہیں ہے کہ آج سطح دُنیا پر اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ قانون فقط قرآن مجید ہے۔ اور اے دُنیا کے ساز و سامان اور عیش و عشرت میں مست ہونے والے قرآن مجید کے علم سے ناواقف اور عمل میں قاصر ہو کر پھر تو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ حالانکہ مسلم کی معنی فرمانبرداری کرنے والا ہے۔ جب تمہارے دل میں قرآن کی تعلیم اور عمل کرنے کا جذبہ نہیں ہے۔ تو کیا پھر تمہیں دھوکے باز نہیں سمجھا جائے گا۔ جس طرح ایک ضرب المثل مشہور ہے۔ برعکس نہند نام زنگی کافور۔ اے بے دین مسلمان۔ جب تو اطاعت الٰہی جیسی اہم اور ضروری چیز کو ضروری نہیں سمجھتا تو پھر میں تمہیں ناعاقبت اندیش اور بیوقوف نہ کہوں تو اور کیا کہوں۔

دوسرے نمبر پر سب سے بڑے خیرخواہ

سردار دو جہاں فخر الاولین والآخرین حضور انور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا اعلان ملاحظہ ہو

(وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝)

سورہ الانبیاء رکوع ۷ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ ہم نے تو تجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

ہر کلمہ گو کو رحمۃ للعالمین کے نقش قدم پر

چلنے کی تلقین ملاحظہ ہو۔ (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝)

سورہ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ (کے اقوال اور اعمال اور طرز معاشرت) میں بہترین نمونہ ہے۔ اس شخص کے لئے جو اللہ سے ملاقات کی امید رکھتا ہے۔ اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بکثرت یاد کرتا ہے۔ اب جو شخص

اس فرمان الٰہی کی مخالفت

کر رہا ہو۔ حالانکہ وہ مسلمان بھی کہلائے۔ اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی پڑھے (ترجمہ۔ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں)۔ اب میں اس کو بیوقوف نہ کہوں۔ تو عقلمند کہوں۔ اب

ہر منصف مزاج انسان

کو دعوت دیتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کی حالت کا جائزہ لے کر بتلائے۔ کہ آیا گزشتہ ہلاک شدہ قوموں کی طرح کیا موجودہ وقت کے مسلمانوں میں اکثریت اللہ تعالیٰ کے باغیوں اور سید المرسلین خاتم النّبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کرنے والوں کی ہے یا نہیں۔

برادران اسلام

آپ میں سے بہت سے لوگوں کو میری یہ صاف گوئی بُری معلوم ہوگی۔ لیکن میں اس صاف گوئی میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو آپ کے اعتراضوں سے بری کرنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اپنی نافرمانیوں کا یہ عذر پیش نہ کر سکیں۔ کہ اے اللہ تیرے بندوں میں سے کسی تیرے بندے نے اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے دروازے کے کسی غلام نے آپ کا یہ پیغام پہنچایا ہی نہیں تھا۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم۔

دُعا

اے اللہ تُو محض اپنے فضل و کرم سے میرے ہمعصر مسلمانوں کو اپنی ذمہ داریوں کے سمجھنے کی توفیق عطا فرما۔ اور ان ذمہ داریوں کے مراتب بھی انہیں سمجھا۔ تاکہ اپنی اپنی ذمہ داریوں کو انجام دے کر تیری بارگاہ میں سرخرو ہو کر حاضر ہوں۔ آمین یا الٰہ العالمین

نوٹ

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (مینیجر)

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۱۲- رجب المرجب ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۲ جنوری ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدوم و مناد مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

اصلاحِ قال سے زیادہ اصلاحِ حال کی ضرورت ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

اَمَّا بَعْدُ عرض یہ ہے کہ ہم جمعرات کو اللہ تعالےٰ کے دروازہ پر اس لئے جمع ہوتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ میری اور آپ کی اصلاح حال فرما دے۔ اصلاح قال کی بھی ضرورت ہے لیکن اصلاح حال کی اس سے بھی زیادہ ضرورت ہے۔ قال کی اصلاح بھی آسان کام نہیں۔ جس طرح بی اے کے لئے ۱۴ سال صرف کرنے پڑتے ہیں۔ اسی طرح علوم دینیہ کے لئے ۱۲-۱۳ سال خرچ ہوتے ہیں۔ تب اصلاح قال ہوتی ہے حال کی اصلاح تو اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ انسان کامل وہ ہے جس کا قال اور حال دونوں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق ہوں۔ اصلاح قال کافی نہیں ہے اصلاح قال تو منافقین کی بھی ہو چکی تھی، اُن کی اصلاح حال نہیں ہوئی تھی، اس لئے وہ مردود قرار پائے۔ خود اللہ تعالےٰ ان کی ظاہر داری اور رنگین بیانی کی تعریف فرماتے ہیں:- وَاِذَا رَاَیْتَھُمْ تُعْجِبُکَ اَجْسَامُھُمْ ط وَاِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِھِمْ کَاَنَّھُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَۃٌ ط الآیۃ (سورۃ المنٰفقون رکوع ۱ پ ۲۸)

(ترجمہ- اور جب آپ اُن کو دیکھیں تو آپ کو ان کے ڈیل ڈول اچھے لگیں اور اگر وہ بات کریں تو آپ اُن کی بات سن لیں گویا کہ وہ دیوار سے لگی ہوئی لکڑیاں ہیں) سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ارشاد ہو رہا ہے کہ اگر منافق آپ سے بات کرتے ہیں تو آپ اُن کی بات توجہ سے سنتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی اصلاح قال تو ہو چکی تھی وہ معقول بات ہی کہتے ہوں گے، اگر اصلاح قال نہ ہوتی تو حضور انور ان کی لغو باتوں کی طرف توجہ کب فرماتے۔ ایک عام مؤمن کی نشان یہ ہے:-

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ لا

(سورہ المؤمنون رکوع ۱ پ ۱۸)

(ترجمہ- اور جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں) آپ کس طرح ان کی طرف متوجہ ہو سکتے تھے۔ اگر اُن کی اصلاح قال نہ ہوئی ہوتی۔ ساری برادری مسلمان ہو چکی ہے اور برادری سے کٹ نہیں سکتے۔ اس لئے ابتدا تو وہ بھی مسلمان ہو گئے تھے، لیکن بعد میں اُنہوں نے اپنی بدقسمتی کے باعث نورِ ایمان کو بجھا دیا۔ وضع قطع سے کھرے اور پکے مسلمان معلوم ہوتے ہیں، لیکن اندر ایمان نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:-

اِسْتَغْفِرْ لَھُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ ط اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ ط الآیۃ (سورۃ التوبہ)

(ترجمہ- تو اُن کے لئے بخشش مانگ یا نہ مانگ۔ اگر تو اُن کے لئے ستر دفعہ بھی بخشش مانگے گا تو بھی اللہ اُنہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔)

اہل علم ہی فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ کا زور سمجھ سکتے ہیں اس کے معنی ہیں ہرگز نخواہد بخشید ایشاں را خدائے بزرگ و برتر تا روزِ قیامت۔ حضور انور کی کوئی دُعا رد نہیں ہوئی۔ یہی دُعا رد ہوئی ہے۔

حضور انور رحمۃ اللعالمین ہیں۔ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کا جب انتقال ہوا تو آپ نے اپنا پیراہن مبارک اس کے کفن کے لئے عنایت فرمایا اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی اس پر اللہ تعالےٰ نے سورہ التوبہ کی مندرجہ بالا آیت نازل فرمائی، حضرت عمرؓ آڑے آتے ہیں کہ یارسول اللہ! اس منافق کی آپ نماز جنازہ کیوں پڑھاتے ہیں۔ لیکن صدیق اکبرؓ سب کچھ دیکھ رہے ہیں، خاموش ہیں تاکہ ادب میں فرق نہ آئے۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ اللہ تعالےٰ کے بیٹھے ہیں اور یہ پیغمبر خدا ہیں۔ ہمیں کیا ضرورت ہے دخل دینے کی۔ اسی لئے حضرت عمرؓ کا درجہ حضرت صدیق اکبرؓ کے بعد میں نمبر دوئم ہے۔ خلافت کے لئے حضرت صدیق اکبرؓ کا انتخاب خود حضور انورؐ نے فرمایا تھا، اپنی بیماری کے زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی جگہ نماز کا امام بنایا، اور در اصل یہ خلافت (اپنی قائم مقامی) کا ہی انتخاب تھا، اسی لئے حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو رسول اللہؐ نے نماز میں ہمارا امام بنا دیا، ہم نے دُنیا کے کام میں بھی اسی کو امام مان لیا، صدیق اکبرؓ کی فراست سے معاملہ درست ہو گیا، ورنہ خلیفہ کے انتخاب پر مہاجرین اور انصار میں خونریزی کا خطرہ تھا، حضور انورؐ کا فرمان: (اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ)

ترجمہ- امام (سردار) قریش میں سے ہونا چاہیئے) یہی انتخاب خلافت کے لئے فیصلہ کن ثابت ہوا، اگر انصار اپنا خلیفہ منتخب کر لیتے تو انتشار پیدا ہو جاتا۔ صدیق اکبرؓ کی وجہ سے فتنہ کا دروازہ بند ہو گیا۔ شیعہ کا اعتراض بے معنی ہے کہ حضور انورؐ کا جنازہ رکھا ہوا تھا اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو خلافت کی پڑ گئی۔ حالانکہ اس عجلت کا سبب وہی تھا جو پہلے بیان ہو چکا ہے، حضرت صدیق اکبرؓ خلافت کے خواہشمند نہ تھے، اُنہوں نے تو حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا، لیکن حضرت عمرؓ نے آگے بڑھ کر اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لی،

دونوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:- عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَا اَدْرِیْ مَا بَقَائِیْ فِیْکُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ (رواہ الترمذی)

(ترجمہ- حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے معلوم نہیں میں تم میں کب تک رہوں، پس ان دو کی پیروی کرو جو میرے بعد آئیں گے ابوبکرؓ اور عمرؓ)

میں اصلاح حال کی اہمیت عرض کر رہا تھا، اصلاح قال سے زیادہ اصلاح حال کی ضرورت ہے کسی نے فارسی میں کہا ہے ؎

قال را بگذار مرد حال شو

پیش مرد کاملے پامال شو

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بلالؓ شین نہیں بول سکتے تھے۔ بعض علاقوں کے رہنے والے بعض الفاظ صحیح نہیں بول سکتے۔ ہمارے پنجاب میں عام لوگ ق نہیں بول سکتے وہ ک ہی بولتے ہیں، بنگالی ج کی بجائے ز بولتے ہیں۔ اسی طرح حبش کے لوگ شاید ش نہیں بول سکتے ہیں، شاعر کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ حضرت بلالؓ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی بجائے اَسْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔۔۔۔۔۔۔ ہی کہتے تھے لیکن چونکہ ان کی اصلاح حال ہو چکی تھی، اس لئے ہمارے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے زیادہ اُن کی اَسْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی قیمت تھی۔ حضرت بلالؓ ایک کافر کے غلام تھے۔ جب مسلمان ہو گئے تو اُن کا آقا ان کو گرم ریت پر لٹاتا اور اوپر بھاری پتھر رکھ دیتا تھا۔ مکہ معظمہ میں اتنی گرمی پڑتی ہے کہ بلا مبالغہ وہاں کی ریت میں دانے بھونے جا سکتے ہیں۔ حضرت بلالؓ بیہوش ہو جاتے لیکن جب ہوش آتا تو احد احد ہی فرماتے۔ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے پہلے اصلاح حال ضروری ہے۔ اصلاح حال کے لئے علمی طور پر قرآن مجید کا اور عملی طور پر حضور انورؐ کے اتباع کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:- لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ الآیۃ (سورہ احزاب رکوع ۳ پ ۲۱)

(ترجمہ- البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے) جو متبع سنت نہیں، اگرچہ وہ صوفی ہے کہلاتا ہے لیکن ہمارا مقتدا نہیں ہو سکتا۔ ہم نے دروازہ محمدیؐ سے گزر کر دربار الٰہی میں پہنچنا ہے۔ اس لئے ہمارا مقتدا وہ ہو سکتا ہے جس کے دائیں ہاتھ میں مشعل قرآن اور بائیں ہاتھ میں مشعل حدیث خیر الانام علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہو۔ جو خود کامل مکمل ہو وہی دوسروں کی اصلاح حال کر سکتا ہے۔ جو خود ادھورا ہو وہ دوسروں کی اصلاح حال کیا کرے گا۔ کامل مکمل کی علامت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔ خِیَارُ عِبَادِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ

(ترجمہ - اللہ کے برگزیدہ بندے وہ ہیں جن کو دیکھا جائے تو اللہ یاد آئے) جس طرح لوہے کے اندر آگ سرایت کر جاتی ہے اسی طرح اللہ والوں کے وجود کے اندر اللہ تعالےٰ کا نام رچ جاتا ہے اور یہ ان کا حال ہو جاتا ہے - لیکن ان کو پہچاننے والی باطن کی بینائی ہوتی ہے - ظاہری آنکھیں تو خوشحال سنگھ اور گنگارام کو عطا شدہ ہیں - اسی لئے میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ اندھے سارے - بینا کوئی - اس معنی میں لاہور میں ایک لاکھ کی اوسط میں ایک بھی بینا نہیں - اللہ تعالےٰ ابھی دل کی آنکھوں کے اندھوں کو اندھا فرماتے ہیں :- فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝

(سورہ الحج رکوع ۶ پ ۱۷)

(ترجمہ - پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں) اس کی تائید میں چند واقعات عرض کرتا ہوں - حضرت ابراہیم ؑ اپنے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل ؑ کو بچپن میں ہی چھوڑ کر تشریف لے گئے تھے، بہت عرصہ بعد وہ واپس تشریف لائے، تو اس وقت ان کے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل ؑ گھر پر موجود نہ تھے - ان کی اہلیہ سے حال پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ بڑی تنگی سے گذر اوقات ہو رہی ہے - اللہ والے فرمایا کرتے ہیں " حکایت حال شکایت ذوالجلال" حضرت ابراہیم جاتے ہوئے اپنی بہو سے فرما گئے کہ تمہارے میاں جب آئیں تو انہیں میرا سلام کہہ دینا اور کہہ دینا کہ اپنی چوکھٹ بدل دو - حضرت اسمٰعیل جب گھر تشریف لاتے ہیں، تو بیوی سے پوچھتے ہیں یہاں کوئی آیا تھا - اللہ والے آتے ہیں تو خوشبو چھوڑ جاتے ہیں - حضرت اسمٰعیل کو وہ خوشبو آ رہی تھی جو حضرت ابراہیم ؑ کے وجود مبارک سے پھیلی تھی - بیوی نے عرض کی اس حلیہ کے ایک بزرگ آئے تھے، حضرت اسمٰعیل نے فرمایا وہ میرے باپ ہی تھے - اور مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں تمہیں طلاق دے دوں - پھر کئی سال بعد دوبارہ تشریف لائے - اس مرتبہ بھی حضرت اسمٰعیل گھر پر تشریف فرما نہ تھے، لیکن ان کی اہلیہ محترمہ اللہ تعالےٰ کی کوئی صابرہ بندی تھی، جب ابراہیم علیہ السلام نے حال پوچھا تو اس نے عرض کی کہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے بڑی اچھی طرح گذر اوقات ہو رہی ہے، کھانے کو گوشت ملتا ہے اور پینے کو پانی ملتا ہے - اب کے تشریف لے جانے لگے تو فرمایا کہ تمہارے میاں آئیں تو ان سے سلام کے بعد کہہ دینا کہ اب اپنی چوکھٹ کو نہ بدلنا - حضرت اسمٰعیل جب گھر آتے ہیں تو بیوی سے پوچھتے ہیں کہ کوئی یہاں آیا تھا -

میرے دو مربی تھے، حضرت دین پوری رح جو شجرہ میں دائیں طرف ہیں اور حضرت امروٹی رح جو بائیں طرف ہیں اوپر دادا پیر رح ایک تھے - میرے دونوں مربی میرے کاسۂ گدائی میں کچھ نہ کچھ ڈال دیا کرتے تھے - ایک مرتبہ مولینا عبید اللہ سندھی رح حضرت مولینا حافظ احمد رح مہتمم دارالعلوم دیوبند اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ہمراہ لائے، جب حضرت تھانوی رح خان پور اسٹیشن پر گاڑی سے اتر کر گھوڑی پر سوار ہونے لگے تو راوی نے مجھے بتلایا کہ وہ حیران ہو کر اِدھر اُدھر دیکھیں - ان کو کسی اللہ والے کی خوشبو آ رہی تھی، ادھر حضرت دین پوری رح اپنی جماعت سمیت ان حضرات کے استقبال کے لئے گاؤں سے باہر سڑک پر آ کر کھڑے ہوئے تھے - حضرت تھانوی رح نے جب حضرت دین پوری رح کو دور ہی سے دیکھا تو فوراً گھوڑی سے اتر پڑے اور فرمانے لگے ارے عبید اللہ! تم نے تو مجھے مار ڈالا - مجھے پہلے کیوں نہ بتلایا کہ یہ بزرگ یہاں رہتے ہیں -

ایک مرتبہ حضرت امروٹی رح بچپن میں پڑھنے کے لئے خانپور کی طرف تشریف لائے تھے، خانپور سے واپس گھر تشریف لے جا رہے تھے - دادا پیر رح کے گاؤں سے اسٹیشن تقریباً ڈیڑھ میل دور ہے - اس وقت دادا پیر رح زندہ تھے اور جس گاڑی میں حضرت امروٹی رح جا رہے تھے دادا پیر رح اس کو دور تک دیکھتے رہے اور فرمایا کوئی چیز جا رہی تھی - اس کو دیکھ رہا تھا - ابھی تعلق پیدا نہیں ہوا تھا، دادا پیر رح کو خوشبو آئی ہوگی کسی نے سچ کہا ہے ؎

قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری

سوائے نبوت کے حضور انور صلعم کی تمام صفات حمیدہ منتقل ہوتی آ رہی ہیں، میرا ایمان ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ چاہتے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کے علاوہ اور نبی بھجوا سکتے تھے - لیکن ان کی مرضی انہوں نے فیصلہ ہی یہ فرما دیا کہ حضور انور صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں بھجوا - مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط الآیۃ -

(سورہ الاحزاب رکوع ۵ پ ۲۲)

(ترجمہ محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے خاتم پر ہیں -)

یہ قرآن مجید کی آیت ہے - حضور انور صلعم کا ارشاد ملاحظہ ہو :- (اِنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ)

(ترجمہ - تحقیق شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا) آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا - نہ ظلی - نہ بروزی نہ اصلی - نہ نقلی - اللہ تعالےٰ نے آپؐ کے بعد لفظ نبوت ہی کو مٹا دیا ہے - آپؐ کی باقی صفات حمیدہ کے حامل آپؐ کے دروازہ کے غلام چلے آ رہے ہیں - ان میں سے ایک صفت گناہوں کی بو کا آنا بھی ہے - حضور انور صلعم فرماتے ہیں کہ بعض لوگ وضو اچھا کر کے نہیں آتے اور نماز ہماری خراب ہوتی ہے - مثلاً ایک صحابی پیچھے صف میں کھڑا ہے - اس نے وضو اچھا نہیں کیا - اس کے اس گناہ کی بو حضور انور صلعم کو آ رہی ہے - آپؐ کی اُمت میں اس وقت بھی ایسے حضرات موجود ہیں، جن کو گناہوں کی بو آتی ہے - مجھے ایسے آدمی معلوم ہیں، جن کو گناہوں کی بو آتی ہے - آپ ان کو جانتے ہیں مگر میں ان کا نام نہیں بتلاؤں گا - یہ ایک راز ہوتا ہے -

کسی نے فارسی میں کہا ہے ؎

بلے میوہ زمیوہ رنگ گیرد

اصلاح قال صاحب قال کی صحبت میں اور اصلاح حال صاحب حال کی صحبت میں ہوتی ہے - جو صاحب حال نہیں وہ اگرچہ عالم بھی ہو اس کی صحبت میں اصلاح حال نہیں ہو سکتی - صاحب حال نایاب نہیں - کم یاب ضرور ہیں - ان کی اس قدر قلت ہے کہ ان کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے - اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو ان کی ضرورت نہیں - جوہری وہاں مال لے جاتا ہے جہاں اس کی مانگ ہوتی ہے - چاندنی چوک دہلی میں جوہریوں کی دکانیں اس لئے بہت تھیں کہ وہاں راجے مہاراجے اور نوابوں کا گذر ہوتا تھا - دیہات میں جواہرات کون لے کر جاتا ہے - وہاں تو گاجر مولیاں بیچنے والے جاتے ہیں -

سرکاری عہدہ داروں کی طرح اللہ والے فرسٹ کلاس کا کرایہ لے کر نہیں آتے وہ تو اللہ کے نام پر آتے ہیں - اگر کوئی اللہ والا آپ کے ہاں آ جائے جس کو میں قسم کھا کر کہوں کہ هٰذَا مِنْ اَوْلِيَاءِ اللّٰهِ الْكِرَامِ پھر تمہارا جوتا ہوگا اور ان کا سر ہوگا - اور لاہور شام سے پہلے پہلے غرق ہو جائے گا - کیونکہ تم ان کی عظمت کو نہیں پہچانوگے اور ان کی توہین کروگے - اللہ تعالےٰ ایک بندۂ خدا کی آہ سے ساری قوم کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں - قوم نوح ؑ - قوم ہود ؑ، قوم صالح ؑ - قوم لوط ؑ اسی طرح تباہ و برباد ہوئیں - ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

اصلاح حال کے سوا اصلاح قال کی کوئی قیمت نہیں - حضور انور صلعم فرماتے ہیں :- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ (رواہ مسلم)

(ترجمہ - حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتے بلکہ وہ تو تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتے ہیں) میں کہا کرتا ہوں کہ شیخ کامل ہو اور طالب صادق ہو تو رنگ چڑھتا ہے طالب صادق کے معنی ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ عقیدت ادب اطاعت کی تین تاروں سے اس کا شیخ کامل کے دل سے کنکشن ہو - گھول کر یا گھسٹ کر کوئی نہیں پلاتا - مدت مدید تک شیخ کامل کی صحبت میں رہنے سے رنگ چڑھ جاتا ہے - میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے دروازہ پر جو آتا ہے وہ خالی نہیں جاتا، بشرطیکہ نیت میں اخلاص ہو، جو نہیں آتے اللہ تعالےٰ ان کو دینے نہیں چلاتے - فارسی میں کسی نے کہا ہے ؎

آنچہ از دل می خیزد بر دل می ریزد

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اپنی اصلاح حال اس درجہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ اسی مرضی کے مطابق ہو جائے - آمین

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کے کرشمے

رحمۃ للعالمین کی اپنے جانی دشمنوں پر مہربانی

اب رحمۃ للعالمین اس گردن زدنی و کشتنی جماعت کی جانب متوجہ ہوئے اور زبان مبارک سے فرمایا

یا معشر قریش ان اللہ قد ذھب عنکم نخوۃ الجاھلیۃ وتعظمھا بالاباء الناس من ادم و ادم خلق من تراب (ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی وجعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

اذھبوا فانتم الطلقاء لا تثریب علیکم الیوم (طبری)

اے جماعت قریش! خدا نے تمہاری جاہلانہ نخوت اور آباؤ اجداد پر اترانے کا غرور آج توڑ دیا (سچ تو یہ ہے) سب لوگ آدمؑ کے فرزند ہیں۔ اور آدم مٹی سے بنایا گیا تھا۔ خدا فرماتا ہے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور گوت قبیلے سب پہچان کے لئے بنا دئے ہیں اور خدا کے ہاں تو اس کی زیادہ عزت ہے جس میں تقوے زیادہ ہے۔

پھر فرمایا۔ جاؤ تم آزاد ہو۔ اور تم پر آج کوئی مواخذہ نہیں۔

اسلام لانے والوں سے بیعت اور اُس کی شرائط

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر بیٹھ کر مسلمان ہونے والوں کی بیعت قبول فرمائی اس موقع پر عمرؓ فاروق ایک ایک شخص کو پیش کرتے تھے۔ (طبری)

بیعت کرنے والے کو مندرجہ ذیل باتوں کا اقرار کرنا پڑتا تھا:

۱۔ میں خدا کے ساتھ کسی کو بھی اس کی ذات میں۔ صفات میں اور استحقاق عبادت و استحقاق استعانت میں شریک نہ کروں گا

۲۔ میں چوری نہ کروں گا۔ زنا نہ کروں گا۔ خون ناحق نہ کروں گا۔ لڑکیوں کو جان سے نہ ماروں گا۔ کسی پر بہتان نہ لگاؤں گا

۳۔ میں امور حق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بقدر استطاعت کروں گا۔

عورتوں سے مزید اقرار بیعت

عورتوں سے مزید اقرار یہ بھی لئے جاتے تھے کسی کے سوگ میں منہ نہ نوچیں گی۔ تپانچوں سے چہرہ نہ پیٹیں گی نہ سر کے بال کھسوٹیں گی نہ گریباں چاک کریں گی۔ نہ سیاہ کپڑے پہنیں گی اور نہ قبر پر سوگواری میں بیٹھیں گی۔

عورتوں سے بیعت لینے کا طریق

عورتوں سے بیعت لینے کا طریق یہ تھا۔ کہ پانی کے باسن میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ ڈال کر نکال لیتے۔ پھر بیعت کرنے والی اسی باسن میں اپنا ہاتھ ڈالتی۔ دوسرے مواقع پر صرف اقرار زبانی لے کر ہی تکمیل بیعت فرمایا کرتے

فتح سے دوسرے دن کا ذکر ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کا طواف کر رہے تھے فضالہ بن عمیر نے موقع دیکھ کر ارادہ کیا۔ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر ڈالے۔ جب وہ اس ارادہ سے قریب پہنچا۔ تو نبی صلی اللہ نے فرمایا "کیا فضالہ آتا ہے"۔

فضالہ "ہاں"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تم اپنے دل میں ابھی کیا ارادہ کر رہے تھے"؟

فضالہ نے کہا۔ "کچھ نہیں۔ میں تو اللہ اللہ کر رہا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ہنس پڑے اور فرمایا۔ "اچھا تم اپنے خدا سے اپنے لئے معافی کی درخواست کرو۔ یہ فرما کر اپنا ہاتھ بھی اُس کے سینہ پر رکھ دیا۔

فضالہ کا بیان ہے۔ کہ ہاتھ رکھ دینے سے مجھے بہت اطمینانِ قلب حاصل ہوا اور آں حضرت کی محبت اس قدر میرے دل میں پیدا ہو گئی۔ کہ حضورؐ سے بڑھ کر کوئی بھی محبوب نہ رہا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت کا بیان نامکمل رہ جائے گا۔ اگر عفو تقصیرات کا جو مکہ میں فرمائی گئیں۔ ذکر نہ کیا جائے۔ واضح ہو کہ مکہ میں داخل ہونے سے پہلے تمام فوج کو ہدایت کر دی گئی تھی۔ کہ کسی شخص پر حملہ نہ کریں۔ لیکن چار مرد۔ دو عورتیں جو اپنے سابقہ جرائم کی وجہ سے واجب القصاص تھے اعلان کر دیا گیا۔ کہ اُن کو قتل کر دیا جائے۔

ان چاروں مردوں میں سے صرف ابن خطل کو قتل کیا گیا۔ یہ پہلے مسلمان ہو چکا تھا ایک روز اُس نے اپنے غلام کو اس لئے قتل کر دیا۔ کہ وقت پر کھانا تیار نہیں کیا تھا۔ قتل کے بعد مکہ بھاگ آیا تھا۔ باقی تین عکرمہ بن ابو جہل۔ ہبار بن الاسود اور عبداللہ بن ابی سرح کو معافی دی گئی۔

۱ عکرمہ علاوہ ازیں کہ ابو جہل کا بیٹا تھا۔ اور بارہا مسلمانوں سے جنگ کر چکا تھا اب حال میں بھی بنو خزاعہ کو جو مسلمانوں کے حلیف تھے تباہ کرنے کا باعث یہی تھا۔

۲۔ ہبار نے سیدہ زینب بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جب کہ وہ مکہ سے مدینہ کو ہودج میں بیٹھی جا رہی تھیں۔ نیزہ مارا۔ اور کجاوہ گرا دیا تھا۔ اس صدمہ سے اُن کا حمل ساقط ہو گیا اور بالآخر اسی صدمہ سے انہوں نے وفات پائی تھی

۳۔ عبداللہ بن ابی سرح کہنے لگا تھا۔ کہ وحی تو میرے پاس آتی ہے۔ اور محمدؐ تو مجھ سے سن کر لکھوا دیتے ہیں۔

اللہ اکبر۔ ایسے مجرمین پر رحم فرمانا۔ نبی الرحمۃ ہی کا کام ہے دو عورتوں میں سے ایک عورت کو جو قتل عمد کا ارتکاب کر چکی تھی سزائے قصاص دی گئی تھی۔

معافی پانے والوں میں ہندہ زوجہ ابوسفیان بھی ہے۔ اس عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا کلیجہ سینہ سے نکال کر دانتوں سے چبایا۔ اُن کی ناک۔ کان کو کاٹ کر تاگے میں پرو کر گلے کا ہار بنایا تھا

وحشی کو بھی معافی دی گئی جس نے امیر حمزہ (اسد اللہ و رسولہ) کو دھوکے سے مارا تھا۔ اور پھر نعش کو بے حرمت کیا تھا

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عسکر نے فتح مکہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ خلق محمدیؐ اور عفو و رحم مصطفوی نے اہل مکہ کے دلوں کو فتح کر لیا تھا۔

فتح کے بعد غنیمت کے طور پر کفار کے مال و جنس پر قبضہ کرنے کا تو کیا ذکر ہے۔

مہاجرین مسلمان جو مکہ ہی سے اُجڑ کر گئے تھے اُن کے گھروں پر کفار نے قبضہ کر لیا تھا۔ اب ان مسلمانوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی جائدادوں کے واپس دلائے جانے کی درخواست کی لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی اس درخواست کو بھی نامنظور فرما دیا۔ گویا حضور کا مدعا یہ تھا۔ کہ جن چیزوں کو تم خدا کے لئے چھوڑ چکے۔ اب اُن کی واپسی کا کیوں سوال کرتے ہو۔ (ماخوذ)

کرنے اور نہ کرنے کے کام

(گزشتہ سے پیوستہ)

(از جناب عبدالرحمن صاحب لودھیانوی)

احادیث

(۱) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ایک ظلم قیامت کے روز بہت سی تاریکیوں کا سبب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا رہتا ہے۔ لیکن جب اس کو پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم نے اپنے بھائی پر زیادتی کی ہو خواہ اس کی آبرو میں یا کسی اور شئے میں، بہرحال اُس دن سے پہلے جس میں تمہارے پاس مال و دولت نہ ہوگا۔ تم اس سے معاف کرالو۔ کیونکہ اُس روز ظالم کی نیکیوں میں سے اُس کے ظلم کے مطابق مظلوم کو دلایا جائے گا۔ اور ظالم کی نیکیاں نہ ہوئیں، تو مظلوم کی بُرائیاں لے کر اُس کی گردن پر ڈال دی جائیں گی۔

۳۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مظلوم کی دُعا سے بہت دُور بھاگو۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے حق کا طلبگار ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کسی کو اُس کا حق دینے سے منع نہیں فرماتا۔

۴۔ عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے۔ تم میں سے حُسنِ اخلاق والا شخص مجھ کو زیادہ محبوب ہے۔ اور تم لوگوں میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

۵۔ حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قیامت کے روز انسان کے اعمال میں سب سے زیادہ وزنی اُس کا حُسنِ خُلق ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فحش اور بیہودہ گوئی سے نفرت کرتا ہے۔

۶۔ حضرت جریر ابن عبداللہؓ کا بیان ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کھاتا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر بھی رحم نہیں فرماتا۔

۷۔ حضرت نعمان ابن بشیرؓ کا بیان ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمام مومن مثل ایک جسم کے ہیں اگر اس کی آنکھ دُکھے تو سارا وجود دکھتا ہے۔ اور اس کا سر دُکھے تو سارا وجود دکھتا ہے۔

۸۔ حضرت عیاض ابن حمارؓ کہتے ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص جنتی ہیں۔ (۱) وہ بادشاہ جو عادل ہو (۲) وہ نرم دل آدمی جو اپنے رشتہ داروں پر بلکہ ہر مسلمان پر مہربانی کرے۔ (۳) وہ شخص جو پاکدامن ہو اور باوجود عیالدار ہونے کے سوال سے اجتناب کرتا ہو۔

۹۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اُس پر ظلم کرے نہ اُس کو رُسوا کرے۔ اور نہ تقوےٰ کی وجہ سے اس کو حقیر خیال کرے۔

۱۰۔ مزینہ کے ایک شخص بیان کرتے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان کو جو کچھ دیا گیا ہے۔ اس میں سب سے بہتر کیا چیز ہے حضورؐ نے فرمایا حُسنِ خُلق۔

۱۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حیا ایمان کا جزو ہے اور ایمان جنّت میں ہے۔ اور بے حیائی ظلم ہے اور ظلم دوزخ میں ہے۔

۱۲۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جس شخص کو نرمی کا کچھ حصّہ دیا گیا ہو سمجھ لو کہ اُس کو دُنیا و آخرت دونوں کا حصہ حاصل ہوگیا اور جو شخص نرمی کے حصّہ سے محروم ہو وہ دُنیا اور آخرت کے حصّہ سے محروم ہے۔

۱۳۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا بیان ہے۔ نبیٔ اکرمؐ نے ارشاد فرمایا۔ کسی مومن کو یہ جائز نہیں کہ اپنے کسی بھائی کو اس طریقہ پر چھوڑ دے کہ جب ایک دوسرے کو راستہ میں ملے تو یہ علیحدہ مُنہ پھیر کر چلا جائے۔ اور وہ علیحدہ مُنہ پھیر کر چلا جائے۔ بلکہ ان دونوں میں بہتر وہ شخص ہے جو پہلے اسلام کی ابتدا کرے۔ (ماخوذ از مشکوٰۃ شریف) حُسنِ خُلق نرمی۔ ظلم۔ قطع تعلق۔ صلہ رحمی)

۱۴۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ حضورِ اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ بیوہ اور مسکین کے حق میں کوشش کرنے والا مجاہد کے برابر ہوتا ہے۔ راوی کہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ بیوہ اور مسکین کی خبرگیری کرنے والا اُس شب بیدار شخص کی مانند ہے جو عبادت اور شب بیداری میں سستی نہیں کرتا اور اس روزہ دار کی مانند ہے۔ جو دن کو کبھی افطار نہیں کرتا (یعنی صائم الدہر کی مانند)

نماز پڑھنے کا فائدہ

(اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط پ ۲۱ ع ۱ ترجمہ۔ بیشک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بُری بات سے۔

نماز بھی بلاشبہ بڑی قوی التاثیر دوا ہے۔ جو رُوحانی بیماریوں کو روکنے میں اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ نماز بزبانِ حال مطالبہ مطالبہ کرتی ہے کہ بے حیائی، شرارت اور سرکشی سے باز آ۔ اب کوئی باز آئے یا نہ آئے مگر نماز بلاشبہ اُسے روکتی اور منع کرتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ خود روکتا اور منع فرماتا ہے۔

ایتائے ذوی القربیٰ

اہل قرابت کے حقوق ادا کرتے رہو۔ اور قطع رحم اور بدسلوکی سے بچو۔ بنی نوع یعنی تمام افراد انسانی کے ساتھ علی العموم سلوک کرو۔ اور اہلِ قرابت کے ساتھ چونکہ قُرب و اتحاد مخصوص اور بڑھا ہُوا ہے۔ اس لئے اُن کی بدسلوکی سے خاص طور پر ڈرایا گیا۔ (وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ط) پ ۴ ع ۱۲۔ ترجمہ۔ اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے واسطہ سے سوال کرتے ہو آپس میں اور خبردار رہو قرابت والوں سے۔

باقی صفحہ ۱۶ پر

سعید الرحمٰن صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد بن قاسم رح ایک فاتح کی حیثیت سے

ایران کی ساسانی حکومت اور سندھ کی بدھ حکومت ہیں جن کی سرحدیں ایک دوسرے سے ملتی تھیں دوستانہ تعلقات تھے۔ چنانچہ حضرت عمر رضا کے عہد میں جب مسلمانوں اور ایرانیوں کے درمیان لڑائیاں ہوئیں تو سندھی فوجیں بھی ایرانی فوجوں کے دوش بدوش مسلمانوں سے لڑیں۔ ساسانی حکومت کے خاتمہ کے بعد بہت سے ایرانی سرداروں نے سندھ میں بود و باش اختیار کر لی۔ اور وہ ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف سازشی سرگرمیوں میں مصروف رہے۔ ان کے علاوہ بعض عرب سردار بھی حکومت وقت سے باغی ہو کر سندھ میں پناہ گزیں ہو گئے تھے۔

ان وجوہ سے کرمان و مکران پر قابض ہونے کے بعد سے مسلمانوں اور سندھیوں کے درمیان جھڑپیں اور چھیڑ چھاڑ کا سلسلہ جاری رہا۔ تاہم اندرونِ ملک میں گھس کر مسلمانوں کو سندھ پر قابض ہونے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں حجاج بن یوسف ثقفی کو ایک بیوہ مسلمان عورت کی فریاد نے اس طرف متوجہ کیا۔

واقعہ یہ ہوا کہ جزیرہ سراندیپ میں کچھ عربوں کا جو بغرض تجارت وہاں ٹھہرے ہوئے تھے انتقال ہو گیا۔ راجہ سراندیپ ایک نیکدل اور صلح پسند شخص تھا اور مسلمانوں سے تعلقات پیدا کرنے کا خواہاں تھا۔ اس نے حجاج اور ولید بن عبدالملک کو خوش کرنے کے لئے ان عرب تاجروں کے اہل و عیال کو ایک جہاز میں سوار کر کے عراق روانہ کیا۔ اس کے علاوہ بہت سے قیمتی تحفے بھی ولید کے دربار میں پیش کرنے کے لئے روانہ کئے۔

جب یہ جہاز دیبل کے قریب پہنچا۔ تو سندھ کے راجہ داہر کے سپاہیوں نے جہاز پر حملہ کر کے تمام مال و متاع لوٹ لیا اور عرب عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ عرب عورتیں اور بچے جب اس طوفان و بلا میں گھرے تو ایک عورت کی زبان سے بے اختیار یہ فریاد نکلی۔ "اے حجاج ہماری مدد کر۔"

حجاج کو جب یہ خبر پہنچی اور اس مظلوم عورت کی فریاد سنائی گئی تو اس نے کہا۔ میں ابھی مدد کو پہنچتا ہوں۔

حجاج نے پہلے مصالحت سے کام نکالنا چاہا۔ داہر کو لکھا کہ آپ کے آدمیوں نے ہماری عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا ہے انہیں واپس کرا دو۔ مگر داہر بہت شری آدمی تھا اس نے جواب دیا۔ کہ یہ سمندری قزاقوں کا کام ہے۔ اس معاملہ میں میں کچھ نہیں کر سکتا۔

اب فوج کشی کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔ حجاج نے عبداللہ اسلمی کو چھ ہزار فوج دے کر سرحد سندھ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ عبداللہ میدانِ جنگ میں کام آئے۔ دوسری بار حجاج نے بدیل بن طہفہ بجلی کو چھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ بدیل میدان میں گھوڑے سے گر کر شہید ہوئے۔ تیسری بار حجاج نے اپنے نوجوان چچیرے بھائی محمد بن قاسم کو سرحد سندھ کا والی مقرر کیا۔ اور چھ ہزار شامی فوج دے کر سندھ کی مہم پر مامور کیا۔

محمد بن قاسم پہلے مکران آئے۔ اور ضروری انتظامات کے لئے وہاں کچھ دن ٹھیرے۔ قنزپور پنج گور کی طرف بڑھے اور اسے فتح کیا پھر ارمابیل (ارض بیلہ) کو فتح کیا۔ پھر مضافات دیبل میں آ کر مقیم ہوئے۔ محمد بن قاسم نے اپنے ہتھیار اور سامان رسد جن میں سوئی دھاگہ تک موجود تھا۔ سمندر کے راستے روانہ کر دیا تھا۔ جس روز یہ سامان پہنچا اسی دن وہ خود بھی پہنچ گئے

فتح دیبل

محمد بن قاسم نے دیبل پہنچتے ہی شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اپنی فوج کے آگے خندق کھودی اور بہادرانِ اسلام کی صفیں ترتیب کے ساتھ قائم کر دیں۔ منجنیقیں بھی مناسب مقامات پر نصب کر دی گئیں ان میں وہ عظیم الشان منجنیق بھی تھی جسے پانچ سو آدمی کھینچتے تھے۔ اور عروس کے نام سے مشہور تھی۔ مسلمان عرصہ تک دیبل کا محاصرہ کئے پڑے رہے۔ مگر نتیجہ نہ نکلا۔ دیبل ایک تیرتھ گاہ تھا۔ وسط شہر میں ایک بہت بڑے مندر میں بدھ کا بت تھا۔ مندر کی شاندار عمارت پر ایک بہت اونچا مینار بنا ہوا تھا۔ مینار کے برج پر ایک بہت بڑا سرخ جھنڈا نصب تھا۔ جب ہوا چلتی۔ یہ جھنڈا سارے شہر پہ لہراتا۔ ایک دن مسلمانوں نے تاک کر منجنیق سے نشانہ لگایا تو مندر کے مینار کی برجی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ اور وہ مقدس جھنڈا زمین پر آ رہا۔

اہل شہر نے اس کو بدشگونی سمجھا۔ اور ان کی ہمتیں پست ہو گئیں۔ مسلمانوں نے جوش و خروش کے ساتھ شہر پر حملہ کر دیا۔ کچھ نوجوان رسیوں کی کمند ڈال کر فصیل پر چڑھ گئے۔ اور شہر کو بزور شمشیر فتح کیا۔ راجہ داہر کا حاکم موقع دیکھ کر بھاگ گیا۔

دیبل کی فتح کے بعد محمد بن قاسم رح نے چار ہزار مسلمانوں کو وہاں آباد کیا اور وہاں مسجد تعمیر کی۔ کفرستان ہند میں خدائے واحد کی یہ پہلی عبادتگاہ تھی۔ دیبل سے محمد بن قاسم بیرون کی طرف بڑھے۔ حاکم بیرون نے اپنے سفیر بھیج کر حجاج سے پہلے ہی مصالحت کر لی تھی۔ بیرون میں محمد بن قاسم مصالحۃ داخل ہوئے۔ اور وہاں ان کی بڑی خاطر تواضع کی گئی۔

محمد بن قاسم آگے بڑھے اور شہر پہ شہر فتح کرتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ دریائے سندھ کے اس پار ایک دریا کو عبور کر کے سربیدس (شرقی دیبل) پر حملہ آور ہوئے سربیدس کے راجہ نے خراج پر صلح کر لی۔ یہاں سے محمد بن قاسم سہبان کی طرف چلے۔ اور اسے فتح کر لیا۔

اب محمد بن قاسم نے دریائے سندھ کی طرف پیشقدمی کی راستہ میں ایک دستہ سدوستان کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ اہل سدوستان نے امان مانگی اور خراج پر صلح کر لی۔

دریائے سندھ پر پہنچ کر محمد بن قاسم نے دریا پر پل باندھا . . .
. . اور دریا کو پار کر کے راجہ داہر

کی حدودِ سلطنت میں داخل ہوگئے۔

راجہ داہر دریائے سندھ کے کنارے سندھ کے دوسرے راجاؤں کے ساتھ عظیم الشان لشکر لئے پڑا تھا۔ دریائے سندھ کو پار کرتے ہی محمد بن قاسم کا اپنے حریف سے مقابلہ ہُوا۔ سندھی فوج کے آگے ہاتھی صف باندھے کھڑے تھے۔ خود راجہ داہر بھی درمیان میں ایک سفید ہاتھی پر سوار فوج کی کمان کر رہا تھا۔ دونوں فوجوں میں خونریز لڑائی ہوئی۔ آخر فتح کا سہرا محمد بن قاسم کے سر بندھا۔ اور داہر میدانِ جنگ میں مقتول ہُوا۔ راجہ داہر کا قاتل اس کارنامہ پر ان الفاظ میں اظہارِ فخر کرتا ہے۔

اَلْخَیْلُ تَشْهَدُ یَوْمَ دَاهِرَ وَالْقَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ
اِنِّیْ فَرَجْتُ الْجَمْعَ غَیْرَ مُعَرَّدٍ
حَتّٰی عَلَوْتُ عَظِیْمَهُمْ بِمُهَنَّدِ
فَتَرَکْتُهٗ تَحْتَ الْعَجَاجِ مُجَدَّلًا
مُتَعَفِّرَ الْخَدَّیْنِ غَیْرَ مُوَسَّدِ

ترجمہ۔ گھوڑے اور نیزے گواہ ہیں داہر کی لڑائی کے دن کے اور محمد بن قاسم بن محمد بھی گواہ ہیں۔ بیشک میں گھستا گیا۔ مجمع میں بغیر کسی ڈر کے۔ حتّٰی کہ میں اس پر غالب آگیا ہندی تلوار سے پس میں نے اس کو چھوڑ دیا غبار کی چادر میں لپٹا ہُوا اس حال میں کہ دونوں رُخسارے اس کے مٹی سے لتھڑے ہوئے تھے۔ اور وہ بغیر سرہانے کے تھا۔

راجہ داہر کے قتل کے بعد محمد بن قاسم کا سندھ کے شہروں پر قبضہ ہوتا گیا۔ پہلے وہ راور پہنچے۔ یہاں داہر کی ایک بہادر رانی مسلمانوں سے انتقام لینے کے لئے تیاری کر رہی تھی۔ محمد بن قاسم نے پہنچتے ہی قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور سنگباری شروع کر دی۔ رانی کو جب شکست کا یقین ہوگیا تو وہ اپنی سہیلیوں اور باندیوں کے ساتھ ستی ہوگئی۔ اور قلعہ کا قیمتی سامان بھی اس نے چنا کر آگ میں جلا دیا۔ یہاں سے محمد بن قاسم نے برہمنا باد (برہمن آباد) کا قصد کیا۔ برہمن میں داہر کی باقی ماندہ فوج داہر کے بیٹے جے سنگھ کی زیرِ ہدایت لڑائیوں کی تیاریوں میں مصروف تھی۔ محمد بن قاسم نے اُسے بزورِ شمشیر فتح کر لیا۔ اور وہاں اپنی طرف سے ایک حاکم مقرر کر دیا۔ جے سنگھ کسی طرف نکل گیا۔ برہمن سے محمد بن قاسم رور اور بفرور کے ارادہ سے نکلے۔ راستہ میں اہلِ ساوندری ملے اور صلح کی درخواست کی محمد بن قاسم نے دعوت کھلانے کی شرط پر صلح کر لی۔ اہلِ ساوند نے مسلمانوں کی دعوت کی اور بعد میں مسلمان ہوگئے۔ محمد بن قاسم بسمند پہنچے۔ تو وہاں کے باشندوں نے بھی اہلِ ساوندری کی طرح صلح کر لی۔ آخر محمد بن قاسم رور پہنچے یہ شہر ایک پہاڑی پر واقع تھا۔ یہاں پر مسلمان کئی مہینے تک محاصرہ کئے پڑے رہے۔ اہلِ شہر جب محاصرہ سے تنگ آگئے تو اُنہوں نے پیغام بھیجا۔ کہ ہم اس شرط پر صلح کرنے کو تیار ہیں کہ ہمیں امان دی جائے۔ اور ہمارے بُت خانہ کو مسمار نہ کیا جائے۔ محمد بن قاسم نے اس شرط کو قبول کر لیا۔ اور مندر کو کنیسہ اور آتش کدہ کے حکم میں شمار کر لیا اور محمد بن قاسم نے رور میں ایک جامع مسجد بھی تعمیر کی۔

فتح ملتان

یہاں سے روانہ ہو کر محمد بن قاسم نے سکہ کو فتح کیا پھر دریائے بیاس کو عبور کر کے ملتان پہنچے۔ راجہ ملتان نے شہر سے باہر نکل کر مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھائی۔ اور شہر بند ہو بیٹھا۔ مسلمان بہت عرصہ تک شہر کا محاصرہ کئے رہے۔ آخر ایک ملتانی کے مشورہ سے اُنہوں نے وہ نہر بند کر دی جن سے اہلِ ملتان سیراب ہوتے تھے۔ مجبور ہو کر راجہ ملتان نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور مسلمان فاتحانہ شہر میں داخل ہوئے۔ ملتان بھی بدھ مت کی بہت بڑی تیرتھ گاہ تھا۔ یہاں کے مندر کی یاترا کے لئے دُور دُور سے یاتری آتے تھے۔ اور بدھ کے بُت پر بیش قرار چڑھاوے چڑھاتے تھے۔ یہ سب دولت مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔ صرف سونے کی مقدار اتنی تھی کہ ایک مکان میں جو دس گز لمبا اور آٹھ گز چوڑا تھا اسے جمع کیا گیا تو وہ بھر گیا۔ اسی لئے عربوں میں ملتان "سونے کی کان" سے مشہور ہوگیا۔ حجاج نے حساب لگایا تو فتح سندھ پر ساٹھ لاکھ درہم خرچ ہوئے اور صرف مالِ غنیمت کی آمدنی ایک کروڑ بیس لاکھ درہم ہوئی تھی۔ اس نے کہا اس مہم میں ساٹھ لاکھ درہم کا فائدہ رہا۔ اور ہم نے اپنا انتقام الگ لے لیا۔ محمد بن قاسم ملتان ہی میں مقیم تھے کہ حجاج کے انتقال کی خبر پہنچی۔ محمد بن قاسم رور اور بفرور کی طرف لوٹے۔ جنہیں وہ فتح کر چکے تھے۔ یہاں سے انہوں نے ایک لشکر سلیمان کی طرف بھیجا۔ اہلِ سلیمان نے اطاعت قبول کر لی۔ پھر اُنہوں نے شرشت کی طرف توجہ کی۔ یہاں کے باشندوں نے بھی اطاعت قبول کی۔ پھر محمد بن قاسمؒ کیرج آئے۔ یہاں کے راجہ دوہر نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھائی اور قتل ہوا۔ ان عظیم الشان فتوحات نے سندھ کے بیابانوں کو اسلام کی روشنی سے جگمگا دیا۔ ـــہ

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را۔

بقیہ کرنے اور نہ کرنے کے کام

صفحہ ۱۴ سے آگے

معدنِ وجود اور منشاءِ وجود کے باعث تو تمام بنی آدم میں رعایت حقوق اور حُسنِ سلوک ضروری ہے۔ اس کے بعد اگر کسی موقع میں کسی خصوصیت کی وجہ سے اتحاد میں زیادتی ہو جائے گی جیسے اقارب میں تو وہاں رعایتِ حقوق میں بھی ترقی ہو جائے گی۔ ان کے علاوہ جب حکمِ خداوندی بھی صاف آگیا کہ ارحام کے حقوق کی رعایت اور حفاظت رکھو تو اب تو اُس کی تاکید انتہا کو پہنچ گئی۔

(قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ الخ)

پ ۸ ع ۱۱۔ ترجمہ۔ آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب نے تو صرف بے حیائی کے کام حرام کئے ہیں۔ خواہ ظاہر ہوں خواہ مخفی اور گناہ اور ناحق کی زیادتی کو اور اس بات کو بھی کہ تم اللہ کا اُن چیزوں کو شریک نہ بناؤ کہ جن پر کوئی سند نہیں اتاری اور اس بات کو بھی کہ تم اللہ کی طرف منسوب کرو کہ جن کو تم جانتے بھی نہیں۔

چہل حدیث

مولانا ضیاء الحق صاحب

(گزشتہ سے پیوستہ)

۳۳ - کُلُّ معروفٍ صدقۃ (بخاری مسلم) ترجمہ - ہر نیک کام میں صدقہ کا ثواب ہوتا ہے - آدمی جس قدر نیکی کے کام کرتا ہے اگرچہ بہت چھوٹے ہوں صدقے کا کا ثواب ملتا ہے - زبان سے کوئی نیک بات کہدے - کسی کی سفارش کر دے اس میں بھی صدقہ کا ثواب ہوگا - راستہ میں سے کانٹا - اینٹ پتھر دُور کر دے اس میں بھی صدقہ کا ثواب ہے - اپنے مسلمان بھائی سے کشادہ پیشانی سے خوش ہو کر ملے - اس میں بھی صدقہ کا ثواب ہے - کسی کا اسباب اُٹھوا کر اس کے کاندھے یا سر پر رکھوا دے اس میں بھی صدقہ کا ثواب ہے - غرض خدا تعالےٰ نے مسلمانوں پر ایسا احسان فرما دیا کہ ذرا ذرا سی باتوں میں ثواب اور اجر مقرر کردیا ہے - ہم کو غفلت نہ کرنی چاہیئے - بلکہ چھوٹی بڑی نیکی جو ہو سکے کرتے رہیں -

۳۴ - مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا اَبْنَی اللّٰہُ وَلَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ (بخاری مسلم) ترجمہ - جو کوئی خدا کے لئے مسجد بنا دے خدا تعالےٰ اُس کے لئے جنّت میں مکان بنا دیگا + یعنی خالص رضا خداوندی کے لئے جس نے مسجد بنائی - خدا تعالےٰ اس کے لئے جنّت میں مکان بنائیگا اگرچہ نہایت چھوٹی مسجد بنائے - اُس کے عوض میں بھی خدا تعالےٰ جنّت میں بہت بڑا مکان عطا فرمائے گا - البتہ شرط یہ ہے - کہ خالص خدا تعالےٰ کی خوشنودی کے لئے بنائے - اگر اپنی شہرت اور ناموری کے لئے یا دوسروں کی ضد اور مقابلہ پر مسجد بنا کر فخر کریگا تو ثواب نہ ہوگا - (سب اعمال حسنہ کی روح رضاء الٰہی ہے - اگر یہ موجود ہو اُن میں تو جیسے جسم مع الروح ہوتا ہے - ورنہ جسم بلا روح ہے - اور دونوں صورتوں میں فرق ظاہر ہے) جس شخص کو مسجد بنانے کی طاقت نہ ہو وہ مسجد کو صاف کیا کرے - خدا تعالیٰ اس کے لئے بھی جنّت میں مکان بنائے گا - جو شخص مسجد کی خدمت اور آبادی کرتا ہے اس کو سچّا ایماندار سمجھو - اندھیری رات میں چل کر مسجد میں آنے کے ثواب میں قیامت کے روز نور اور روشنی حاصل ہوگی - فرض نماز گھر میں پڑھنے کی بہ نسبت جماعت مسجد میں ستائیس درجہ زیادہ ثواب ہوتا ہے - آداب مسجد - لہسن پیاز مولی کھا کر حقہ پی کر مسجد میں مت آؤ - اگر آنا ہو تو مُنہ کو صاف کرلو - کہ بدبو نہ آئے - مسجد میں تھوک نہ ڈالو - مسجد میں بیٹھ کر ناک کا میل نکال کر مت ڈالو یہ بڑے گناہ کی بات ہے لوگ اس کا خیال نہیں کرتے - مسجد میں بیٹھ کر دُنیا کی باتیں نہ کرو - اور جو لوگ کرتے ہوں - ان کے پاس مت بیٹھو - جس مسجد میں پانچوں وقت نماز پڑھتے ہو، وہاں کم از کم ایک وقت تو ضرور دو رکعت نفل تحیۃ المسجد کی نیت سے پڑھ لیا کرو - جب مسجد میں داخل ہو تو دایاں پاؤں پہلے رکھو - داخل ہوتے وقت یہ دُعا پڑھو - اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ - یہ یاد نہ ہو بسم اللہ پڑھ لو -

۳۵ - خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ (بخاری) ترجمہ - سب سے اچھّا وہ شخص ہے - جو قرآن سیکھے اور سکھلاوے - جو شخص قرآن پڑھے اور دوسروں کو سکھلاوے وہ خدا اور رسولؐ کے نزدیک بہت عزیز ہے - خواہ الفاظ سیکھے سکھلاوے یا معنی اور مطلب قرآن کا یعنی تفسیر حدیث فقہ علم دین سیکھے - اور پڑھائے - کیونکہ اصل میں انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے - اور عبادت کا طریقہ معلوم ہوتا ہے - قرآن مجید سے اس لئے قرآن شریف کا پڑھنا پڑھانا سب سے اچھّا شغل ہے - لیکن قرآن کو پڑھ کر اور سمجھ کر اس پر عمل بھی کرنا چاہیئے ورنہ قرآن شریف دشمن بن جائے گا - اُجرت مقرر کرکے قرآن پڑھنا جائز نہیں - قرآن کو پڑھ کر بھُلا دینا سخت گناہ ہے - دو پارے جلد جلد پڑھنے سے ایک پارہ ترتیل اور قرأت سے پڑھنا بہتر ہے - البتہ یاد کرنے کے لئے جلد جلد پڑھنے کا مضائقہ نہیں جس مکان میں قرآن رکھا ہو وہاں بی بی سے ہمبستر ہونا جائز ہے - اگر قرآن مجید اُونچی کھونٹی پر لٹکا ہو تو اس طرف پاؤں پھیلانے جائز ہیں - قرآن مجید کو بلا وضو ہاتھ لگانا جائز نہیں - لیکن اگر جل جانے یا ڈوب جانے کا اندیشہ ہو تو بلا وضو پکڑ لینا درست ہے -

۳۶ - یغفر للشہید کل ذنب الا الدین (مسلم) ترجمہ - قرض کے سوا شہید کے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں - شہید کے تمام گناہ چھوٹے بڑے معاف ہو جاتے ہیں مگر آدمیوں کے حق جو اُس کے ذمہ ہوں وہ معاف نہیں ہوتے - اگر قرض کسی کے ذمہ پر ہو یا کسی کی غیبت یا بلا وجہ آبرو ریزی اور بے عزّتی کی ہو یا اور کسی قسم کا ظلم کیا ہو وہ سب شہادت کی وجہ سے معاف نہ ہوں گے - جب شہید کا یہ حال ہے تو دوسرے لوگوں کی کیا حقیقت ہے - پس قرض کا اور حقوق العباد کا لوگوں کو بہت خیال چاہیئے - بعض لوگ قرض لیکر بے فکر ہو جاتے ہیں - نہیں جانتے کہ قیامت میں بندوں کے حقوق کے بدلہ میں نیکیاں اس سے لے کر ان کو دیدی جائیں گی - اور یہ ایسے نازک وقت میں خالی رہ جائے گا - لوگوں کو چاہیئے - کہ بہت جلد زندگی میں دوسروں سے اپنے قصور معاف کرالیں - اور قرض ادا کرنے کا فکر کریں - اور کوئی غافل آدمی اگر قرض چھوڑ کر مر جائے تو ساری رسموں اور تمام خیرات سے قرض کو مقدم سمجھیں -

۳۷ - اَلطَّاعُوْنُ شَھَادَۃٌ کُلِّ مُسْلِمٍ (بخاری مسلم) ترجمہ - طاعون مسلمانوں کے لئے شہادت ہے - طاعون بعض لوگوں کے لئے رحمت ہے اور بعض کے لئے غضب ہے - حدیثوں میں یہی بات فرمائی گئی ہے - جو لوگ صبر و شکر کرکے اور خدا کی رضا پر راضی رہ کر اسی میں مر گئے - وہ بھی شہید ہو کر رحمت خداوندی میں داخل ہوئے - اور جو اسی طرح زندہ بچ گئے - ان کو بھی شہادت کا ثواب ملا - اور جو بھاگتے پھرتے ہیں - اور زبان سے بھی طرح طرح کے کفر و شکایت کے کلمے بکتے ہیں وہ زندہ رہیں یا مر جائیں خدا کے غصّہ میں داخل ہوئے - جس جگہ وبا ہو وہاں سے بھاگ کر نکلنا حرام ہے - جس جگہ وبا ہو وہاں جانا جائز نہیں - کسی ضرورت کی وجہ سے وبا کی جگہ جانے یا نکلنے کا مضائقہ نہیں - لیکن جھوٹے عذر اور حیلہ کرکے نکلنا جائز نہیں خدا تعالےٰ دلوں کا حال خوب جانتا ہے - بعض عوام میں جو یہ بات مشہور ہے کہ وبا میں بدوں قضا کے بھی آدمی مر جاتا ہے - یہ بالکل غلط ہے -

اور نہایت لغو بات ہے کسی طرح ہرگز ہرگز بلا قضا کوئی نہیں مرتا۔

۳۸۔ موتُ غربتٍ شہادۃٌ (ابن ماجہ)

ترجمہ۔ پردیس میں مرجانا شہادت ہے جو شخص پردیس میں مرجائے۔ شہید ہوتا ہے۔ شہادت دو قسم کی ہے۔ کبریٰ صغریٰ۔ کبریٰ یہ ہے کہ خدا کی راہ میں جہاد کرکے قتل ہوکر مارا جائے۔ صغریٰ شہادت کی ستّر صورتیں مختلف روایتوں میں آتی ہیں۔ اکثر ان میں سے مشہور ہیں بعض یہاں لکھی جاتی ہیں۔ طالب علمی میں مرجائے۔ جل کر مرجائے۔ ڈوب کر مرجائے۔ دردِ زہ میں یا حالت حمل میں یا زچہ مرجائے۔ جس کے خاوند نے دوسری بی بی کرلی اور یہ صبر کرکے مرگئی۔ ابتداء مرض میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھنا شروع کردیا پھر مرگیا۔ زہر سے مرگیا۔ درندوں نے کھالیا۔ دیوار کے نیچے دب کر مرگیا۔ سب صورتوں میں شہید ہوتا ہے۔

۳۹۔ من قتل دون مالہ فھو شہید (بخاری مسلم) ترجمہ۔ جو کوئی اپنے مال کو بچانے کے لئے مارا گیا وہ شہید ہے۔ گھر میں چور آگئے یا جنگل میں قزاق مل گئے اور اپنے مال کو بچانے کی کوشش میں مارا گیا شہید ہوگا۔ اسی طرح جو شخص اپنی اولاد و عزیز و اقارب کی حفاظت کرنے میں مارا گیا وہ بھی شہید ہوگا۔ یہ سب خدا تعالےٰ کی رحمت ہے کہ بہت سی باتوں میں شہادت کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اس وحدہٗ لاشریک لہ کی کیسی رحیم و کریم ذات ہے۔

۴۰۔ مَنْ صَلّٰى عَلَیَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا (مسلم) ترجمہ۔ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ خدا تعالےٰ اُس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے فرشتے مقرر فرما دیئے ہیں۔ کہ جب کوئی شخص آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود پڑھتا ہے۔ وہ فرشتے اسی وقت آپ کے پاس لے کر حاضر ہوتے ہیں۔ اس اُمتی سے آپ بہت خوش ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ انعام ملتا ہے۔ کہ دس مرتبہ رحمت کی جاتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہے کہ جس قدر زیادہ کوئی شخص درود شریف پڑھے گا اسی قدر مجھ سے قریب ہوگا۔ درود شریف پڑھنے کے اس قدر فضائل ہیں کہ بیان نہیں ہوسکتے۔ غرض درود شریف بہت ہی نافع اور مفید چیز ہے۔ درود کی کثرت سے بیماری اور رنج و مصیبت سے نجات ہوتی ہے۔ جس حالت میں پڑھے گا فلاح دارین کا سبب ہوگا۔ اور خاتمہ بالخیر ہوگا۔ فصلی اللہ تعالےٰ علےٰ خیر خلقہ محمد وآلہ و اصحابہ و ازواجہ اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ط۔

(**بقیہ** سخاوت کی حد صفحہ ۱۹ سے آگے)

خالد کے گھر والوں کو مکان کے فروخت ہونے کا بہت صدمہ ہو رہا ہے۔ اسی وقت ابن عامر نے اپنے غلام کو ان کے پاس بھیجا اور یہ کہلوایا کہ مکان تمہاری نذر ہے۔ اور قیمت جو میں دے چکا ہوں وہ بھی اب واپس نہ ہوگی۔ یہ مکان اب میری طرف سے تمہاری نذر ہے۔ (اتحاف)

سبحان اللہ! یہ حضرات اللہ کی راہ میں کس درجے خرچ کرنے والے تھے۔ کہ مکان جو خریدا تھا وہ بھی واپس کردیا۔ اور جو قیمت دے چکے تھے وہ بھی واپس نہ لی۔ دُنیا کے ساتھ دین کمانا واقعی انہیں حضرات کا حصّہ تھا۔ یہ حضرات تو دُنیا کی زندگی کو ایک مسافر خانہ کی حیثیت سے دیکھتے تھے۔ دُنیا کی کسی چیز سے بھی دل نہیں لگاتے تھے۔ فکر ہوتا تھا۔ تو بس آخرت کا۔ اور وہاں کے لئے نیکیاں جمع کرنے کا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم نے ایک مرتبہ ایک شخص سے دریافت کیا کہ تو اللہ کا ولی بننا چاہتا ہے۔ اُس نے کہا ضرور چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ دُنیا کی کسی چیز میں بھی رغبت نہ کر۔ اور اپنے آپ کو صرف حق تعالےٰ شانہٗ کے لئے خاص کرلے۔ اور تُو ہمہ تن اُس کی طرف متوجہ ہوجا۔ تاکہ وہ بھی ہمہ تن تیری طرف متوجہ ہوجائے اور تجھے اپنا ولی بنالے۔ (روض) کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث میں حق تعالےٰ شانہٗ کا یہ ارشاد وارد ہُوا ہے۔ کہ جو شخص میری طرف چل کر آتا ہے مَیں اُس کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں۔ اور جو میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے مَیں اُس کی طرف ایک باع (یعنی دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔

بقیہ پتنگ بازی صفحہ ۳ سے

یکے نقصان مایہ...
دیگر شماتت ہمسایہ

(یعنی ایک تو مالی نقصان دوسرے جگ ہنسائی)

اِس ترقی کے زمانہ میں مسلمان کا یہ بیہودہ شغل بیحد افسوسناک ہے۔ دوسری قومیں تو چاند ستاروں پر کمند ڈالنے کی فکر میں ہیں اور اسے مال و اوقات کے زیاں کا احساس بھی نہیں ہے۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا!
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

ہماری دعا

ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو خیر و شر میں تمیز کرنے اور خیر کو اپنانے اور شر سے اپنے آپ کو بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا الٰہ العالمین

حاجی کمال الدین صاحب

سخاوت کی حد

پیارے بچو! آج کی فرصت میں ہم آپ کو اللہ کے نیک بندوں کی سخاوت کا حال سُنانا چاہتے ہیں۔ غور کیجئے کہ اپنے اسلاف میں اللہ کے کیسے سخی بندے گزرے ہیں کہ جن کی سخاوت کی کوئی حد نہیں۔

۱۔ ایک مرتبہ مصر میں قحط پڑا۔ عبدالحمید بن سعد مصر کے حاکم تھے۔ کہنے لگے۔ مَیں شیطان کو بتاؤں گا۔ کہ مَیں اُس کا دشمن ہوں۔ (وہ ایسے وقت میں بہت احتیاط سے خرچ کرنے کی ترغیب دیتا ہے) مصر میں جتنے فقراء تھے سب کا کھانا اپنے ذمہ لے لیا کہ جب تک قحط دُور نہ ہو ان کا کھانا میرے ذمہ رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ قحط دُور ہوگیا۔ اور بازار کا نرخ ارزاں ہوگیا۔ اتفاق سے اس کے بعد ہی یہ معزول کر دیئے گئے۔ جب یہ مصر سے جانے لگے تو جن تاجروں سے قحط کے زمانہ میں قرض لے کر کھلاتے رہے ان کے دس لاکھ درم ان کے ذمہ قرضہ تھا۔ چونکہ وہاں سے رخصت ہوکر جا رہے تھے اس لئے اپنے اہل وعیال کے زیور وغیرہ مانگ کر ان تاجروں کے پاس رہن رکھ گئے۔ جو چیزیں رہن رکھی تھیں۔ ان کی قیمت پچاس کروڑ درم تھے۔ کچھ دن ارادہ کرتے رہے کہ ان کا قرضہ ادا ہوکر زیورات کے رہن کو خلاص کرلیں۔ مگر اتنی رقم مہیا نہ ہو سکی۔ ان تاجروں کو لکھ دیا کہ ان زیوروں کو فروخت کرکے اپنا قرضہ وصول کرلیں۔ اور جتنی رقم باقی بچے وہ مصر کے ان اہلِ ضرورت پر تقسیم کر دیں۔ جن کی اُس وقت میں نے مدد نہیں کی۔ زیور والیاں بھی تو اُسی دَور کی پیداوار تھیں۔ اُن کو اس میں کیا تامل ہو سکتا تھا۔ کہ اُن کا زیور فروخت کرکے فقراء پر تقسیم ہو جائے۔ اور ہمارا زیور اللہ کے خزانہ میں جمع ہو جائے۔

۲۔ ابو مرشد ایک مشہور سخی ہیں۔ ان کے پاس ایک شخص آیا اور کچھ اشعار ان کی تعریف میں پڑھے (کریم کی مدح ہمیشہ صورت سوال ہوتی ہی ہے) انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس اس وقت تیرے دینے کے لئے بالکل کچھ نہیں ہے۔ ایک صورت ہو سکتی ہے کہ تو قاضی کے ہاں جاکر مجھ پر دس ہزار کا دعویٰ کر دے مَیں قاضی کے سامنے اس کا اقرار کرلونگا (اور آدمی کا کسی سے وعدہ کرلینا بھی قرض ہی جیسا ہے۔ حضورؐ کا پاک ارشاد ہے العدۃ دین وعدہ قرض ہے) قاضی تیرے قرضے میں مجھے قید کر دے گا۔ تو پھر میرے گھر والے مجھے قید میں تو رہنے نہیں دینگے۔ اور اتنی مقدار جمع کر دینگے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ یہ قید ہو گئے اور شام تک دس ہزار قاضی کے حوالے ہوکر یہ قید سے چھوٹ آئے اور وہ رقم اس شخص کو مل گئی۔ (اتحاف)

۳۔ عرب کی ایک جماعت ایک مشہور سخی کریم کی قبر کی زیارت کو گئی۔ دُور کا سفر تھا۔ رات کو وہاں ٹھیرے۔ اُن میں سے ایک شخص نے اس قبر والے کو خواب میں دیکھا۔ وہ اس سے کہہ رہا ہے۔ کہ تُو اپنے اُونٹ کو میرے بختی اُونٹ کے بدلہ میں فروخت کرتا ہے (بختی اُونٹ اعلا قسم کے اُونٹوں میں شمار ہوتا ہے جو اس میّت نے ترکہ میں چھوڑا تھا) خواب دیکھنے والے نے خواب ہی میں معاملہ کرلیا۔ وہ صاحب قبر اُٹھا اور اُس کے اُونٹ کو ذبح کر دیا۔ جب یہ اُونٹ والا نیند سے اُٹھا۔ تو اس کے اُونٹ سے خُون جاری تھا۔ اُس نے اُٹھ کر اُسے ذبح کر دیا۔ (کہ اس کی زندگی کی امید نہ تھی) اور گوشت تقسیم کر دیا۔ سب نے پکایا کھایا۔ یہ لوگ وہاں سے واپس ہو گئے۔ جب اگلی منزل پر پہنچے تو ایک شخص بختی اُونٹ پر سوار مِلا۔ جو یہ تحقیق کر رہا تھا کہ فلاں نام کا شخص تم میں کوئی ہے۔ اُس خواب والے شخص نے کہا کہ یہ میرا نام ہے۔ اس نے پوچھا کہ تو نے فلاں قبر والے کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی ہے۔ خواب دیکھنے والے نے اپنا خواب کا قصّہ سُنایا۔ جو شخص بختی اُونٹ پر سوار تھا۔ اُس نے کہا۔ کہ وہ میرے باپ کی قبر تھی۔ یہ اس کا بختی اُونٹ ہے۔ اُس نے مجھے خواب میں کہا ہے کہ اگر تو میری اولاد ہے تو میرا بختی اُونٹ فلاں شخص کو دے دے۔ تیرا نام لیا تھا۔

یہ بختی اُونٹ تیرے حوالے ہے۔ یہ کہکر وہ اُونٹ دے کر چلا گیا۔ (اتحاف) یہ سخاوت کی حد ہے کہ مرنے کے بعد بھی اپنی قبر پر آنے والوں کی مہمانی میں اپنے اصیل اُونٹ کو فروخت کر کے آنے والوں کی مہمانی کی۔ باقی ... بات کہ مرنے کے بعد اس قسم کا واقعہ کیونکر ہوگیا۔ اس میں کوئی محال چیز نہیں ہے۔ عالمِ ارواح میں اس قسم کے واقعات ممکن ہیں۔

۴۔ ایک قریشی سفر میں جا رہے تھے راستے میں ایک بیمار فقیر مِلا۔ جس کو مصائب نے بالکل ہی عاجز کر رکھا تھا۔ اُس نے درخواست کی کہ میری کچھ مدد کرتے جاؤ۔ قریشی نے اپنے غلام سے کہا۔ کہ جو کچھ خرچ تمہارے پاس ہے اس فقیر کو دیدو۔ غلام نے جو کچھ تھا جس کی قیمت چار ہزار درم تھی۔ وہ اس فقیر کی گود میں ڈال دیا۔ وہ فقیر ان کو لے کر ضعف کی وجہ سے اُٹھ بھی نہ سکا۔ اور اتنی بڑی مقدار کے ملنے پر خوشی میں اُس کے آنسو نکل آئے۔ قریشی کو خیال ہُوا کہ شاید اس نے اس مقدار کو کم سمجھا۔ اس پر رو رہا ہے۔ اس نے پوچھا کیا اس وجہ سے رو رہے ہو کہ یہ بہت کم مقدار ہے۔ (اگر میرے پاس اس کے سوا اور کچھ اس وقت ہے نہیں) فقیر نے کہا نہیں اس پر نہیں رو رہا ہوں بلکہ اس پر رو رہا ہوں کہ تیرے کرم سے کتنی زمین کھا رہی ہے (اتحاف) جب ایک ناواقف سائل کے سوال پر تیرے کرم کا یہ حال ہے کہ سفر کی حالت میں بھی جو موجود تھا سب دے دیا تو اس سے حضرت کے کرم کا اندازہ ہوگیا۔

۵۔ عبداللہ بن عامر بن کریز نے حضرت خالد بن عقبہ اموی سے ان کا مکان اپنی ضرورت سے نوے ہزار درم میں خریدا۔ جب وہ فروخت ہوگیا۔ اور خالد کے گھر والوں کو اس کی خبر ہوئی تو ان کو رنج اور صدمہ بہت ہُوا۔ رات کو کچھ رونے کی آواز ابن عامر کے کان میں پڑی۔ اپنے گھر کی مستورات سے پوچھا کہ یہ رونے کی آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان
شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے - ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات - تعلیم و جیل
(مغربی پاکستان)
رجسٹرڈ
ایل نمبر ۶۰۴۲

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا